عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

قیمت: ۱۰ روپے

جلد: ۲۷ | ۳۰ شعبان تا ۶ رمضان ۱۴۲۹ھ مطابق یکم تا ۷ ستمبر ۲۰۰۸ء | شمارہ: ۳۳

فتنہ قادیانیت کے تعاقب میں حضرت درخواستیؒ کی خدمات

۷ ستمبر

تاریخ ساز دن

یومِ آزادی یا غلامی کا تسلسل؟

بخشش کا پیغام

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

مولانا سعید احمد جلال پوری

جائیداد کی تقسیم

مسز خالد صدیقی، راولپنڈی

س:......ہم تین بہن اور ایک بھائی پر مشتمل خاندان ہے۔ والدین نے ۲۴ لاکھ کی جائیداد چھوڑی ہے۔ معلوم یہ کرنا ہے کہ ہم بہن بھائی میں اس جائیداد کی تقسیم کس طرح ہوگی؟

ج:...... اگر آپ کے والد ماجد نے کوئی وصیت کی تھی یا ان کے ذمہ کوئی قرض وغیرہ تھا تو پہلے قرض کی کل مال میں سے اور وصیت کی تہائی مال میں سے ادائیگی کی جائے، پھر جو کچھ بچ رہے اس کو اس طرح تقسیم کیا جائے کہ بھائی کو دوہرا اور ہر بہن کو اکہرا دے دیا جائے۔ تقسیم کا نقشہ اس طرح ہوگا:

بیٹا	بیٹی	بیٹی	بیٹی
۲	۱	۱	۱

بہرحال اگر چوبیس لاکھ کو ایک بھائی اور تین بہنوں میں تقسیم کرنا ہو تو ہر بہن کو چار لاکھ اسی ہزار روپے ملیں گے اور ایک بھائی کو نو لاکھ ساٹھ ہزار روپے ملیں گے۔

قبر پر اگربتی جلانا

سلمان مغل، راولپنڈی

س:......بعض لوگ قبرستان میں قبروں پر پھول اور اگربتی جلاتے ہیں، میں نے سنا ہے کہ اگربتی جلانے سے مردے کو تکلیف ہوتی ہے، کیا یہ درست ہے؟ نیز قبروں پر جو دعا وغیرہ کرتے ہیں کیا وہ دعا قبول ہوتی ہے یا نہیں؟

ج:......قبرستان میں پھول اور اگربتی کی خوشبو کا فائدہ زندوں کو تو شاید ہوگا مگر مردوں کو اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا، آپ کی بات کہ اگربتی سے مردوں کو تکلیف ہوتی ہے اس کا تو کہیں ذکر نہیں ہے، البتہ قبرستان میں اگربتی جلانا نیک شگون نہیں، کیونکہ قبر پر آگ جلانا اچھا نہیں، وہاں آگ نہیں ٹھنڈک پہنچانے کا انتظام ہونا چاہئے۔

لہٰذا اگر مردہ کو نفع پہنچانا ہے تو جتنے روپے کے پھول یا اگربتی خریدی گئی ہے اتنا رقم مرحوم کے لئے صدقہ کردی جائے اور کسی غریب فقیر یا مسکین کو دیدی جائے یا اس کے لئے کوئی صدقہ جاریہ کردیا جائے، کم از کم اتنی رقم کا قرآن مجید خرید کر کسی مسجد یا مدرسہ میں دے دیا جائے تو جب تک لوگ اس قرآن کریم سے تلاوت کرتے رہیں گے اس کا ثواب مردے کو پہنچتا رہے گا۔

سجدہ میں ہاتھوں کا رخ آسمان کی طرف کرنا

ریحان مرزا، کراچی

س:......سجدے میں جا کر دعا مانگنا اس طرح سے کہ ہاتھوں کی ہتھیلیوں کا رخ چہرے کی طرف ہو، کیا اس طرح سے دعا مانگنا غلط ہے؟ ایک صاحب کا کہنا ہے کہ یہ یہودیوں کا طریقہ ہے، جبکہ مسجد کے امام صاحب اسے درست قرار دیتے ہیں۔ اس بارے میں کیا حکم ہے؟

ج:......سجدہ کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ ہاتھوں کی ہتھیلیوں کا رخ زمین کی طرف ہو، ہاتھوں کی ہتھیلیوں کا رخ آسمان کی طرف کرنا غلط ہے، نماز کے علاوہ محض دعا کرنے کے لئے سجدہ کرنا اور ہاتھوں کو اس طرح الٹا کرنے کا کہیں کوئی ثبوت نہیں ہے۔

س:......کیا دعا مانگنا عبادت کے زمرے میں آتا ہے؟

ج:...... جی ہاں! دعا مانگنا نہ صرف عبادت ہے بلکہ عبادت کا مغز اور خلاصہ ہے۔

☆☆..........☆☆

ہفت روزہ
ختمِ نبوۃ
مجلس

جلد:۲۷ ۳۰ شعبان تا۶/رمضان المبارک ۱۴۲۹ھ مطابق یکم تا۷/ستمبر ۲۰۰۸ء شمارہ:۳۳

مجلس ادارت

مولانا سعید احمد جلالپوری
صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی
مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی
مولانا سید سلیمان یوسف بنوری
مولانا قاضی احسان احمد

سرپرست
حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا اللہ وسایا

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

کمپوزنگ
محمد فیصل عرفان خان

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

اس شمارے میں!

۷/ستمبر... تاریخ ساز دن	۵	مولانا سعید احمد جلال پوری
قومی اسمبلی کا تاریخی فیصلہ اور اس کا پس منظر	۷	مولانا نعیم امجد سلیمی
فتنہ قادیانیت کے تعاقب میں		
حضرت درخواستی کی خدمات	۱۲	مولانا سعید الرحمٰن درخواستی
رمضان کے فضائل واحکام	۱۶	مفتی حبیب الرحمٰن لدھیانوی
کبروغرور کی سزا دنیا میں بھی ملتی ہے	۱۹	مولانا بدیع الزماں
یوم آزادی یا غلامی کا تسلسل؟	۲۱	جناب ابوفراز
بخشش کا پیام آیا	۲۵	مسلم غازی
بزم اطفال	۲۶	مولانا قاضی احسان احمد

زر تعاون بیرون ملک
امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا:۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ:۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک:۶۵ ڈالر

زر تعاون اندرون ملک
فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی:۲۲۵ روپے، سالانہ:۴۵۰ روپے
چیک-ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون:۲۷۸۰۳۳۷، ۴۲۳۴۴۷۶ فیکس:۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat(Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:2780337, 4234476 Fax:2780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون:۴۵۱۴۱۲۲-۴۵۸۳۴۸۶ فیکس:۴۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road Multan
Ph:4583486-4514122 Fax:4542277

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث

والدین کے ساتھ حسن سلوک

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

"وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسَانًا، حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا، وَحَمْلُهٗ وَفِصَالُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا." (الاحقاف:۱۵)

ترجمہ: ... "اور ہم نے حکم کردیا انسان کو اپنے ماں باپ سے بھلائی کا، پیٹ میں رکھا اس کو اس کی ماں نے تکلیف سے، اور جنا اس کو تکلیف سے، اور اس کا حمل میں رہنا اور دودھ چھوڑنا تیس مہینے میں ہے۔"

دوسری وجہ یہ کہ والدہ اپنے مزاج کے اعتبار سے کمزور اور نرم ہوتی ہے، اس پر رعب اور دبدبے کے بجائے شفقت ومحبت اور جمال کا پہلو غالب رہتا ہے، اس لئے اولاد کے دل میں ماں کا ڈر نہیں ہوتا، اور عام طور سے بچے والدہ کی زیادہ پروا نہیں کرتے، جبکہ باپ میں رعب داب اور جلال کا پہلو شفقت و محبت پر غالب رہتا ہے، بچے عموماً باپ کے جوتے سے ڈرتے ہیں، باپ کے رعب اور دبدبے کی وجہ سے بچے اس کی فرمانبرداری پر ایک طرح مجبور ہوتے ہیں، اور اس کے سامنے چوں نہیں کرسکتے۔ عاقل، بالغ اور صاحب اولاد ہونے کے باوجود باپ کا رعب آدمی کے دل پر قائم رہتا ہے، اس لئے باپ کی اطاعت و فرمانبرداری تو اس کے رعب اور خوف کی وجہ سے بھی ہوسکتی ہے، لیکن ماں کی خدمت و اطاعت کا منشا صرف شفقت و رأفت اور شرافت و سعادت مندی ہے۔ اسی بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زیر نظر حدیث میں والدہ کا حق نہ صرف مقدم رکھا، بلکہ اس کو مکرر تین بار ارشاد فرمایا تاکہ ماں کی خدمت و اطاعت کو اعلیٰ ترین نیکی اور خوش بختی تصور کیا جائے، اور اسی جذبے سے اس کی خدمت کی جائے، مشہور حدیث ہے:

"اَلْجَنَّةُ تَحْتَ اَقْدَامِ الْاُمَّهَاتِ" (جامع صغیر)

ترجمہ: ... "جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔"

اسی مضمون کی حدیث نسائی (ج:۲ ص:۵۳)، مستدرک حاکم (ج:۴ ص:۱۵۱) اور مسند احمد (ج:۳ ص:۴۲۹) میں ہے:

"حضرت معاویہ بن جاہمہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ان کے والد جاہمہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے کہا: یا رسول اللہ! میں جہاد پر جانا چاہتا ہوں اور میں آپ سے مشورے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ فرمایا: تیری ماں زندہ ہے؟ عرض کیا: جی ہاں! فرمایا: تو بس اس کی خدمت میں مشغول رہ، کیونکہ جنت اس کے قدموں کے نیچے ہے!"

والدین کے بعد الاقرب فالاقرب کے اصول سے تمام اہل قرابت سے حسنِ سلوک اور صلہ رحمی کا حکم ہے، اور جن لوگوں سے قرابت کا تعلق جتنا قوی ہوگا وہ اسی قدر زیادہ حسنِ سلوک اور صلہ رحمی کا مستحق ہوگا، اور گہری نظر سے دیکھا جائے تو تمام اہل قرابت سے تعلق بھی والدین ہی کے ذریعے ہے، گویا اہل قرابت سے حسنِ سلوک بھی والدین سے حسنِ سلوک ہی کی فرع ہے۔

کون سا عمل سب سے افضل ہے؟

"حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ: یا رسول اللہ! کون سا عمل سب سے افضل ہے؟ فرمایا: نماز اپنے وقت پر ادا کرنا! میں نے عرض کیا: پھر اس کے بعد کون سا؟ فرمایا: والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا! میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! پھر اس کے بعد کون سا؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنا! پھر (چونکہ میں نے سوال آگے نہیں کیا اس لئے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (بھی) خاموشی اختیار فرمائی، اور اگر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مزید سوال کرتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مزید ارشاد فرماتے۔" (ترمذی ج:۲ ص:۱۲)

اس حدیث میں تین اعمال کو علی الترتیب سب سے افضل فرمایا۔ اس قسم کے سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے متعدد موقعوں پر کئے گئے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف جواب ارشاد فرمائے۔ اب یا تو یہ کہا جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر سائل کے حسب حال جواب دیا، یعنی جس کے حق میں جو چیز افضل تھی اس کو ذکر فرمادیا، یا یہ کہا جائے کہ افضل اعمال کا ایک مجموعہ ہے، اس میں سے بعض مواقع پر بعض چیزیں ارشاد فرمائیں، اور دوسرے موقع پر دوسری چیزیں۔

والدین کی رضامندی جنت کی ضمانت

"ایک شخص حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ: میری ایک بیوی ہے اور میری ماں اسے طلاق دینے کا حکم کرتی ہے۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: باپ جنت کا بہترین دروازہ ہے، اب تمہاری مرضی ہے کہ اس دروازے کو ضائع کردو یا اس کو محفوظ رکھو۔"

اداریہ

مولانا سعید احمد جلال پوری

۷ستمبر... تاریخ ساز دن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

جب ہندوستان میں انگریزی اقتدار کی کشتی ڈوبنے لگی تو اس کو سنبھالا دینے، مسلمانوں کو آپس میں لڑانے، الجھانے اور دین کے نام پر تقسیم کرنے کے لئے جھوٹی نبوت کا سوانگ رچایا گیا اور اس خدمت کے لئے ملعون ابن ملعون مرزا غلام احمد قادیانی کو منتخب کیا گیا، جس نے مختلف پینترے بدلنے کے بعد ۱۹۰۱ء میں نبوت کا دعویٰ کر دیا۔

امت مسلمہ کی چودہ سو سالہ تاریخ گواہ ہے کہ اس نے کبھی کسی جھوٹے مدعی نبوت کو برداشت نہیں کیا، جس طرح امت نے اس سے پہلے کسی جھوٹے مدعی نبوت کو برداشت نہیں کیا، ٹھیک اسی طرح اس ملعون کو بھی برداشت نہیں کیا۔ مگر ہندوستان کے مسلمانوں کی مجبوری یہ تھی کہ اس وقت ہندوستان پر انگریزوں کی عمل داری تھی اور مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ نبوت یا اس کی خانہ ساز نبوت کا ڈھونگ انگریزی اقتدار کی ضرورت تھی، اس لئے مرزا غلام احمد قادیانی کو برطانوی استعمار اور ہندوستان پر قابض انگریز وائسرائے کی مکمل حمایت، سپورٹ اور تحفظ حاصل تھا، جس کی وجہ سے مرزا غلام احمد قادیانی انگریزی اقتدار کے چرنوں یا استعمار کے مضبوط قلعہ میں بیٹھ کر اسلام، پیغمبر اسلام، انبیاء کرام اور شعائر اسلام کے خلاف سنگ باری اور بمباری کرنے لگا، دوسری جانب علمائے امت اور مسلم عوام اس کے کفر و زندقہ کے خلاف احتجاج کرتے رہے، چیختے اور چلاتے رہے، مگر نہ صرف یہ کہ ان کی آواز کو دبایا گیا، بلکہ اس انگریزی نبی، استعمار کے پروردہ اور خود کاشتہ پودے کی مخالفت کی پاداش اور اس کے خلاف لب کشائی پر مسلم زعماء، علماء، دین دار مسلمانوں اور نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثاروں کے خلاف ظلم و تشدد کا بازار گرم کر دیا گیا۔

ان پر گولیاں برسائی گئیں، ان کو قتل کیا گیا، ان پر مظالم کے پہاڑ توڑے گئے، ان کو پابند سلاسل کیا گیا، انہیں برف کی سلوں پر لٹایا گیا، ان کو ذہنی اور جسمانی تشدد کا نشانہ بنایا گیا، ان کے منہ اور ناک میں مرچیں ڈالی گئیں، ان کے منہ پر غلاظت کے تھیلے چڑھائے گئے، غرض ظلم و بربریت اور توہین و تذلیل کا کوئی ایسا حربہ

نہیں تھا، جو ان کے خلاف نہ آزمایا گیا ہو، آفرین ہے ان مخلصین کو، جنہوں نے سب کچھ برداشت کیا حتی کہ جان و مال اور چین و سکون کی قربانی دینا تو گوارا کی، لیکن نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کے باغی، مدعی کاذب اور اس کے سرپرستوں سے ایک لحہ کے لئے سودے بازی پر آمادہ نہیں نہ ہوئے، تا آنکہ ۱۹۰۸ء میں مرزا غلام احمد قادیانی وبائی ہیضہ کے عذاب اور اپنی منہ مانگی موت سے دوچار ہو کر ہلاک ہو گیا، مگر اس کا برپا کردہ فتنہ انگریزی اقتدار کی چھتری میں پھلتا، پھولتا، بڑھتا اور ترقی کرتا رہا۔

حد تو یہ ہے کہ ہندوستان سے جاتے جاتے بھی انگریز اور انگریزی استعمار اس کی اور اس کی ذریت کی حفاظت و سرپرستی سے غافل نہیں رہا، چنانچہ اس نے جاتے جاتے بھی چوہدری ظفر اللہ خان قادیانی کو پاکستان کا وزیر خارجہ بنا کر اپنی سرپرستی کا حق ادا کر دیا۔

مگر بایں ہمہ علمائے امت اور جاں نثارانِ نبوت نے کسی لحہ قادیانیت کا تعاقب نہیں چھوڑا، اسی دوران جب قادیانی چیرہ دستیاں عروج کو پہنچ گئیں اور قادیانیوں نے پاکستان پر قبضہ کرنے اور بلوچستان کو قادیانی اسٹیٹ بنانے کے خواب دیکھنا شروع کر دیئے تو ۱۹۵۳ء کی تحریکِ ختم نبوت برپا ہوئی جس میں ہزاروں مسلمانوں کو گولیوں کا نشانہ بنایا گیا، اگرچہ وقتی طور پر مسلمانوں کی تحریک دبا دی گئی، مگر مسلمانوں کی دینی، ملی غیرت کے جذبات فرو نہیں ہوئے۔

تا آنکہ قادیانی سورماؤں نے مسلمانوں کو دہشت زدہ کرنے کے لئے مئی ۱۹۷۴ء میں ربوہ ریلوے اسٹیشن پر نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلبا پر ہلا بول کر انہیں شدید زدوکوب اور بدترین تشدد کا نشانہ بنایا جس کے نتیجے میں ایک بار پھر قادیانیوں کے خلاف انتقام کی آگ بھڑک اٹھی۔

اسی تحریک کے نتیجے میں اس وقت کی قانون ساز اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پیش ہوا مسلسل ۲۱ دن تک اسمبلی میں بحث ہوئی، مسلمانوں کی جانب سے علمائے امت نے قادیانی کفر آشکارا کرنے کے لئے ملت اسلامیہ کا موقف پیش کیا گیا۔ دوسری جانب قادیانی جماعت کے دونوں فرقوں قادیانیوں اور لاہوریوں کو اپنی صفائی کا موقع دیا گیا، چنانچہ ۷ستمبر ۱۹۷۴ء کو دونوں طرف کے دلائل و براہین سننے کے بعد تمام ارکان اسمبلی نے متفقہ طور پر طے کیا اور قرار دیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو ماننے والے جو اپنے آپ کو احمدی یا قادیانی کہتے ہیں، ان کے ہر دو طبقات، چاہے وہ قادیانی ہوں یا لاہوری، کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں، ان کا اسلام اور مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں۔

اس اعتبار سے ۷ستمبر ایک یادگار دن ہے، جس میں گزشتہ سو سال سے ہندوپاک میں برپا قادیانی فتنہ اور مرزا غلام احمد قادیانی کے ماننے والوں کو ملت اسلامیہ کے جسد سے کاٹ کر الگ کر دیا گیا۔

اس لئے ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اس دن کو تاریخی یادگار کے طور پر منائے، اپنی اولادوں اور نسلوں کو قادیانی فتنہ کی زہرناکی اور مسلمانوں کی قربانیوں سے آگاہ کرے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

پہلا روزہ

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ .... "جب روزہ دار رمضان المبارک کے پہلے دن کا روزہ رکھتا ہے تو اس کے گزشتہ سب گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور اس روزہ دار کے لئے روزانہ صبح کی نماز سے لے کر غروب آفتاب تک ستر ہزار فرشتے اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہتے رہتے ہیں اور رمضان شریف کی رات یا دن میں (اللہ کے حضور جب) کوئی سجدہ کرتا ہے تو ہر سجدہ کے عوض اس کو (جنت میں) ایک ایسا درخت ملتا ہے جس کے سائے میں سوار پانچ سو برس تک چل سکتا ہے۔" (الترغیب والترہیب)

۷ ستمبر ۱۹۷۴ء

قومی اسمبلی کا تاریخی فیصلہ

اور اس کا پس منظر

مولانا نعیم امجد سلیمیؒ ہمارے رفیق کار اور حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے خلیفہ مجاز تھے، آپ حضرت شہیدؒ کی شخصیت اور خدمات پر پی ایچ ڈی کا مقالہ لکھ رہے تھے کہ رحلت فرما گئے۔ مولانا موصوف ہفت روزہ ''ختم نبوت'' سے قلمی تعاون فرمایا کرتے تھے۔ زیر نظر تحریر بھی اسی سلسلہ کی کڑی ہے، جو مولاناؒ کی حیات میں موصول ہوئی تھی، مگر بدقسمتی سے شامل اشاعت نہ ہو سکی۔ ۷ ستمبر کی مناسبت سے اب اسے قارئین کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے۔ (ادارہ)

بمولانا نعیم امجد سلیمیؒ

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری اور بعثت نبوت و رسالت کے ساتھ باب نبوت کو بند فرمادیا۔ اسی لئے قرآن کریم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ''خاتم النبیین'' کا لقب عطا کیا گیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول اور آخری نبی (خاتم النبیین) ہیں۔''

آخری نبی (خاتم النبیین) کی تفسیر میں تاویل کی گنجائش کے امکان کے سدباب کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میری مثال ایسی ہے جیسے کہ ایک عمارت تعمیر کی گئی مگر اس کی ایک اینٹ چھوڑ دی گئی، جو بھی اس عمارت کو دیکھتا ہے تو تعجب کرتا ہے کہ اس اینٹ کو کیوں چھوڑ دیا گیا؟ اگر اس اینٹ کو رکھ دیا جاتا تو اس عمارت کی تکمیل ہو جاتی، پس میں انبیاء کرام علیہم السلام کی اس عمارت کی آخری اینٹ ہوں۔''

ایک اور مرتبہ ارشاد فرمایا:

''میرے بعد تیس کذاب و دجال پیدا ہوں گے، جو یہ دعویٰ کریں گے کہ وہ نبی ہیں، لیکن میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔''

نبی آخر الزمان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے کافی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے بعد سلسلہ نبوت ختم ہو گیا۔ البتہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرب قیامت میں آسمان سے نازل ہوں گے اور دجال کو قتل کریں گے اور ان کا آنا ختم نبوت کے منافی نہیں ہوگا، کیونکہ ان کو نبوت و رسالت ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے مل چکی ہے اور قرب قیامت میں ان کی تشریف آوری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک امتی کی حیثیت سے ہوگی اور وہ امت محمدیہ کو ایک بڑے دشمن، مدعی الوہیت و نبوت کانے دجال سے نجات دلائیں گے اور اس کو قتل کر کے روئے زمین کو اس کے فتنہ و فساد سے پاک کریں گے اور امن پسند لوگوں کو اس کے ظلم و ستم کا شکار ہونے سے بچائیں گے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ ہی میں اسود عنسی اور مسیلمہ کذاب دونوں نے جھوٹا دعویٰ نبوت کر دیا تھا اور اپنی جھوٹی نبوت کی تبلیغ بھی شروع کر دی تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسود عنسی کے قتل کا حکم جاری فرمایا تھا اور حضرت فیروز دیلمیؓ کو اس کے قتل کی ذمہ داری سونپی تھی، چنانچہ انہوں نے اس کام کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ ہی میں پورا فرمالیا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے خلافت سنبھالنے کے بعد دیگر فتنوں کے ساتھ مسیلمہ کذاب اور دیگر جھوٹے مدعیان نبوت کے فتنہ کے استیصال کا فریضہ بھی انجام دیا۔

تیرھویں صدی ہجری میں برصغیر میں اسلام کو نقصان پہنچانے کے لئے انگریز نے ایک جھوٹے مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی کو تیار کیا (جیسا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے خود اپنے بارے میں اقرار کیا ہے کہ وہ انگریز کا خود کاشتہ پودا ہے) انگریزوں نے

اپنے دورِ حکومت میں اس فتنہ کی خوب آبیاری کی اس لئے اس فتنہ کو افزائش کے لئے ہموار میدان میسر آیا۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے ۱۸۹۱ء میں اپنے مسیح موعود ہونے اور ۱۹۰۱ء سے اپنے باقاعدہ نبی اور رسول ہونے کا اعلان کرنا شروع کردیا۔ اپنی وفات تک وہ کسی نہ کسی انداز میں واضح طور پر اپنے آپ کو نبی کہتا رہا۔ اس نے اسی پر اکتفا نہیں بلکہ دیگر انبیاؑ کرام علیہم السلام کی توہین کا سلسلہ بھی شروع کردیا' یہاں تک کہ نعوذ باللہ اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل قرار دینے لگا۔

یہاں مرزا غلام احمد قادیانی کے چند عقائد کو مختصراً درج کیا جاتا ہے' ورنہ اگر اس کے عقائد کو تفصیلی طور پر تحریر کیا جائے تو انسانیت بھی شرما جائے کہ اس شخص نے کس طرح انبیاؑ کرام علیہم السلام کے دامنِ عصمت کو تار تار کیا اور خود اپنے آپ کو نعوذ باللہ 'محمد رسول اللہ' قرار دینے لگا' بلکہ اس کے بعض پیروکار تو اس سے بھی آگے نکل گئے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے:

☆...... "محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم" اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔" (ایک غلطی کا ازالہ ص۳ روحانی خزائن ص۲۰۷ جلد۱۸)

☆...... "خدا تعالیٰ کے نزدیک حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) کا وجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود ہے۔" (الفضل، قادیان جلد۳ شمارہ نمبر۳۷ مورخہ ۱۶ ستمبر ۱۹۱۵ء)

☆...... "مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) خود محمد رسول اللہ ہے جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔" (کلمۃ الفصل ص:۱۵۸)

☆...... "حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) کا ذہنی ارتقاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تھا اور یہ جزوی فضیلت ہے جو حضرت مسیح موعود کو آنحضرت صلعم پر حاصل ہے۔" (ریویو مئی ۱۹۲۹ء ص۲۶۶ ۱۴اشاعت تم مطبوعہ لاہور)

اسی کے ساتھ ساتھ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروکاروں نے ان لوگوں کو جنہوں نے اس کو نبی' رسول' مجدد' ملہم' محدث' مہدی یا مسیح موعود ماننے سے انکار کیا ان کو برملا کافر قرار دینا شروع کردیا بلکہ فحاشی و عریانی کے تمام ریکارڈ توڑتے ہوئے' ایسے تمام افراد کو طوائفوں کی اولاد اور جنگلوں کے سور تک کہنا شروع کردیا' ملاحظہ فرمایئے:

☆...... "ہر ایک شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا' یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا اور یا محمد کو مانتا ہے پر مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔" (کلمۃ الفصل ص:۱۱۰)

☆...... "یہ میری کتابیں ہیں جن کو ہر مسلمان دوستی اور محبت کی نظر سے دیکھتا ہے اور مجھے قبول کرتا ہے اور میری تصدیق کرتا ہے اور ان کتابوں میں' میں نے جو معرفت کی باتیں لکھی ہیں' ان سے نفع اٹھاتا ہے مگر کنجریوں کی اولاد کہ نہیں مانتے۔" (آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد۵ ص۵۴۷)

☆...... "دشمن ہمارے بیابانوں کے سور ہوگئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئیں۔" (نجم الہدیٰ' روحانی خزائن جلد۱۴ ص۵۳)

مرزا غلام احمد قادیانی کے عقائد جب علمائے حرمین شریفین کو بھیجے گئے تو مکہ معظمہ کے رئیس القضاۃ شیخ عبداللہ بن حسن نے درج ذیل فتویٰ جاری کیا:

"مدعی نبوت کے کفر میں کوئی شبہ نہیں جو شخص قادیانی کے دعویٰ کی تصدیق کرے یا اس کی متابعت کرے وہ بھی مدعی نبوت کی طرح کافر ہے' اہل اسلام سے اس کا رشتہ نکاح و بیاہ صحیح نہیں۔"

اس صورتحال میں برصغیر کے معروف دینی ادارے دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث امام العصر حضرت علامہ سید انور شاہ کشمیریؒ نے فتنہ قادیانیت کی بڑھتی ہوئی سرگرمیاں دیکھ کر پورے برصغیر کے نمائندہ علمائے کرام کا ایک اجلاس طلب کیا' جس میں پانچ سو علمائے کرام شریک ہوئے۔ حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو امیر شریعت کا لقب دے کر ان کے ہاتھ پر نہ صرف خود بیعت فرمائی بلکہ اس وقت موجود تمام علمائے کرام کو بھی حکم دیا کہ وہ بھی بیعت کرکے قادیانیت کی تردید کے لئے اپنی زندگیاں وقف کردیں۔ واضح رہے کہ علمائے لدھیانہ پہلے ہی مدعی نبوت ہونے کی بنا پر مرزا غلام احمد قادیانی کے کفر کا فتویٰ دے چکے تھے' لیکن اس اجلاس کے بعد رد قادیانیت پر باقاعدہ کام کا آغاز ہوا۔

یہ واقعہ برصغیر میں تحریک تحفظ ختم نبوت کی نشاۃ ثانیہ کا آغاز ثابت ہوا۔ انگریزوں نے ہر جگہ ان مجاہدین تحفظ ختم نبوت کی تقریروں اور جلسوں پر پابندیاں عائد کیں حتیٰ کہ جب مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکاروں کے قادیان میں سالانہ جلسہ کے مقابلے میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے قادیان میں جلسہ کی اجازت طلب کی تو انگریز حکومت

نے انہیں اس کی اجازت نہیں دی بلکہ قادیان سے ایک میل دور جلسے کی اجازت ملی اور اس جلسے میں تقریر کرنے کی پاداش میں امیر شریعت کو جیل میں بند کر کے مقدمہ چلایا گیا۔

قادیان میں دفتر ختم نبوت کھولنے کی کوشش کی گئی تو کارکنان ختم نبوت کو قتل کرنے کی کوشش کی گئی' دفتر ختم نبوت کو جلا دیا گیا۔ یہ صورت حال چلتی رہی مگر علمائے کرام اپنے مشن پر قائم و دائم رہے' ادھر مرزا بشیر الدین محمود نے کشمیر کمیٹی میں تحریک پاکستان کے خلاف کام کیا اور قادیانیوں کو حکم دیا کہ اپنے نام مسلمانوں کی فہرست میں شامل نہ کرائیں' انہی خطرات کو محسوس کر کے علامہ اقبالؒ نے کشمیر کمیٹی سے علیحدگی اختیار کر لی۔

غرض اسلام' تحریک پاکستان اور مسلمانوں کے خلاف قادیانیوں کی مہم تیز سے تیز تر ہوتی گئی' لیکن علمائے کرام نے ہر جگہ اسے ناکام کیا۔ مرزا بشیر الدین محمود نے واضح طور پر لکھا ہے:

"ہم نے یہ بات پہلے بھی کئی بار کہی کہ ہمارے نزدیک تقسیم (پاکستان بننا) اصولی طور پر غلط ہے۔"

(الفضل ۱۶/اپریل ۱۹۴۸ء)

قیام پاکستان کے بعد خیال یہ تھا کہ پاکستان چونکہ اسلام کے نام پر قائم ہوا ہے' اس لئے یہاں پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے گا' مگر پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ کے طور پر سر ظفر اللہ خان قادیانی کی نامزدگی کی وجہ سے معاملہ بگڑ گیا اور بجائے اس کے کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جاتا' ان کو کافر کہنا ممنوع قرار پایا' اور امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور ان کے ساتھیوں کو کانگریسی کہہ کر سزائیں دی جانے لگیں۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے خواجہ ناظم الدین' سردار عبدالرب نشتر اور قائد ملت لیاقت علی خان وغیرہ سے ملاقاتیں کیں' مگر کوئی شنوائی نہ ہوئی۔ اس دوران مرزا بشیر الدین محمود قادیانی کی جانب سے بعض بیانات میں اکھنڈ بھارت کی باتیں آنے لگیں اور خوشخبریاں دی جانے لگیں کہ جلد ہی قادیان ان کو دوبارہ مل جائے گا۔ ادھر مرزا بشیر الدین قادیانی نے ایم ایم احمد کی معرفت چناب نگر (ربوہ) میں ایک زمین لے کر قادیانی اسٹیٹ بنادی اور قادیانیوں کو حکم دیا کہ وہ اپنی عسکری تنظیم بنائیں۔ ایسا لگتا تھا کہ وہ حکومت پر قبضہ کا خواب دیکھ رہے ہیں۔ دوسری طرف سر ظفر اللہ خان قادیانی نے سفارت خانوں کے ذریعے قادیانیت کی تبلیغ شروع کر دی اور اسلامی ممالک سے رشتہ منقطع کرنا شروع کر دیا۔ مصر اور سوڈان کے تنازعہ میں اسلامی ممالک کا ساتھ نہیں دیا' جس کی وجہ سے اسلامی ممالک پاکستان کے بجائے ہندوستان کے قریب ہو گئے۔ اسی دوران ظفر اللہ خان کو بشیر الدین نے حکم دیا کہ وہ بلوچستان کو قادیانی اسٹیٹ بنانے کے لئے کام کرے۔

اس منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ظفر اللہ نے بلوچستان کا دورہ کیا اور خان قلات سے ملاقات کی اور اپنا مدعا بیان کیا' لیکن خان قلات سے پہلی ملاقات ہی ناکام ثابت ہوئی' جب بلوچستان میں پہلے ہی مرحلے پر ظفر اللہ کو ناکامی کا سامنا کرنا پڑا تو یہ منصوبہ چھوڑ کر پاکستان میں قادیانیت کی جڑیں مضبوط کرنے کی کوششیں شروع کی گئیں۔ ۱۹۵۲ء میں دو واقعات ایسے ہوئے جس کی وجہ سے قادیانیوں کے خلاف تحریک شروع ہوئی۔

(۱) خواجہ ناظم الدین نے ملک کے آئین کے لئے بنیادی اصولوں کی ایک رپورٹ تیار کی' جس میں اقلیتوں میں قادیانیوں کا اندراج نہیں کیا۔

(۲) مرزا بشیر الدین نے اعلان کیا:

"۱۹۵۲ء گزرنے سے پہلے پہلے حکومت قائم ہوگی اور تمہارے مخالفین عطاء اللہ شاہ بخاری' احتشام الحق تھانوی' مفتی محمد شفیع' عبدالحامد بدایونی' ابوالاعلیٰ مودودی سے بدلہ لیا جائے گا۔"

اس دوران مرزا بشیر الدین کی ہدایت پر قادیانیوں نے سیرت کانفرنس کے عنوان سے جلسے شروع کر دیئے۔ لائلپور اور سیالکوٹ میں مسلمانوں نے ان جلسوں کو کامیاب ہونے نہیں دیا' اگرچہ اس سلسلے میں مجلس احرار اسلام کے ان رضا کاروں کو جیل جانا پڑا اور مقدمات بھگتنے پڑے۔ اس کے بعد کراچی کے جہانگیر پارک میں ۱۷/مئی ۱۹۵۲ء کو قادیانیوں نے جلسہ کا اعلان کیا اور وزیر خارجہ کی حیثیت سے خطاب کے لئے ظفر اللہ کا نام دیا۔ ظفر اللہ کی وجہ سے پوری حکومتی مشینری حرکت میں آ گئی۔ غیر ملکی سفیروں کو مدعو کیا گیا۔ پولیس سے رضا کاروں کا کام لیا گیا۔ ظفر اللہ کی تقریر کا عنوان "زندہ اسلام" تجویز کیا گیا' بڑے بڑے اشتہارات چھاپے گئے' ان اشتہاروں سے کراچی میں اشتعال پھیل گیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مولانا لال حسین اختر جلسہ گاہ پہنچ گئے۔ جلسہ شروع کرنے کے لئے تلاوت کی گئی تو قادیانی قاری نے آیت غلط پڑھی' جس پر مولانا لال حسین اختر نے اسے ٹوکا۔ قادیانیوں نے حملہ شروع کر دیا اور مولانا لال حسین اختر پر پل پڑے۔ مسلمان بچانے کے لئے آ گئے' جلسہ ہنگامے کی نذر ہو گیا' فوری طور پر قادیانیوں نے اعلان کیا کہ کل اسی جگہ جلسہ ہوگا اور اگر کسی نے گڑبڑ کی تو اسے گولیوں سے بھون دیا جائے گا' مولانا لال حسین اختر نے بھی جلسے کا اعلان کر دیا۔ وزیراعظم خواجہ ناظم الدین کو ٹیلیگرام دیئے گئے' مگر قادیانیوں کا جلسہ منسوخ نہ

ہوا' ٹیلیگراموں کی وجہ سے خواجہ ناظم الدین نے نشتر صاحب کی موجودگی میں سر ظفر اللہ کو قادیانیوں کے جلسے میں شرکت سے روکنے کی کوشش کی' مگر اس نے کہا کہ وزارت سے تو استعفیٰ دے سکتا ہوں جلسہ میں شرکت سے نہیں رک سکتا۔ بہر حال سر ظفر اللہ قادیانی جلسہ کے لئے گیا' مگر مسلمانوں کی مداخلت کی وجہ سے تقریر نہ کر سکا۔ اخبارات میں وہ تقریر شائع ہوئی جس میں اس نے قادیانیت کو زندہ اسلام اور نعوذ باللہ اسلام کو مردہ اسلام قرار دیا' پورے پاکستان کے مسلمانوں میں اضطراب پھیل گیا مجلس تحفظ ختم نبوت کے مولانا لال حسین اختر کی کوششوں سے ۲/ جون ۱۹۵۲ء کو آل پارٹیز کانفرنس کا اہتمام کیا گیا' جس کی صدارت مولانا سید سلیمان ندویؒ نے کی۔ اس کانفرنس میں مطالبہ کیا گیا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے' ظفر اللہ قادیانی کو وزارت خارجہ سے الگ کیا جائے اور کلیدی آسامیوں سے قادیانی افسران کو علیحدہ کیا جائے' اس اجلاس میں آل مسلم پارٹیز کنونشن طلب کرنے کا فیصلہ کیا گیا' جس کے انتظامات کے لئے علمائے کرام کا بورڈ تشکیل دیا گیا' اس کنونشن میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے کے لئے مجلس عمل تحفظ ختم نبوت قائم کی گئی اور مولانا ابوالحسنات کو اس کا صدر مقرر کیا گیا۔ مجلس عمل میں تمام مذہبی اور سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں کو شریک کیا گیا' اس کے تحت بڑے بڑے جلسوں میں مندرجہ بالا مطالبات کی منظوری کا مطالبہ کیا گیا۔ حکومت نے اس تحریک کو کچلنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ مولانا ابوالحسنات' مولانا مودودیؒ مولانا عبدالستار نیازیؒ مولانا سید جماعت علی شاہؒ قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ مولانا محمد علی جالندھری رحمہم اللہ تعالیٰ سمیت ایک لاکھ کے قریب جاں نثاران ختم نبوت گرفتار ہوئے۔ لاہور میں جزوی مارشل لاء لگا کر جنرل اعظم نے کھلے عام گولی چلوائی۔ دس ہزار سے زائد نوجوانوں' بوڑھوں' بچوں نے جان کا نذرانہ پیش کیا۔

قائدین کی گرفتاری اور زبردست ظلم کے بعد تحریک مدہم پڑ گئی اور مجلس عمل لوگوں کی رہائی میں لگ گئی۔ بہر حال اس تحریک کے نتیجہ میں ظفر اللہ قادیانی کو وزارت سے سبکدوش کر دیا گیا۔ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار نہیں دیا گیا' البتہ پورے پاکستان کے مسلمانوں کے ذہن میں قادیانیت کی حقیقت واضح ہوگئی۔ اس تحریک کے دوران مجلس احرار اسلام اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے تمام دفاتر سیل کر دیے گئے اور سارا ریکارڈ ضبط کر لیا گیا۔

تمام کارکنوں کی رہائی کے بعد مجلس تحفظ ختم نبوت کی دوبارہ تشکیل نو ہوئی اور از سر نو تبلیغی انداز سے کام شروع کیا گیا' ایک ایک گاؤں جا کر مسلمانوں کو عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت سے آگاہ کیا گیا۔ ۱۹۵۳ء تحریک کی انکوائری کے لئے منیر انکوائری کمیشن بھی قائم کیا گیا تھا' مگر اس کی رپورٹ شائع نہیں کی گئی۔ بہر حال یہ سلسلہ چلتا رہا۔ علماء کرام ہر حکومت سے مطالبہ کرتے رہے کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے مگر کسی حکومت نے اس مطالبہ کو قبول کرنے کے معاملہ کو سنجیدگی سے نہیں لیا۔ حالانکہ گزشتہ ۹۰ سال سے متفقہ طور پر تمام مسالک کے علمائے کرام اس مطالبہ کو منظور کرانے کے لئے تحریک چلا رہے تھے اور سب سے زیادہ قربانیاں بھی اس سلسلے میں دی گئی تھیں۔

۱۹۷۳ء اس اعتبار سے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے بہترین سال تھا کہ رابطہ عالم اسلامی کے تحت ایک کانفرنس میں قادیانیوں کے عقائد پر بحث کے بعد متفقہ طور پر فیصلہ کیا گیا کہ چونکہ قادیانی کافر ہیں' اس لئے تمام ممالک اسلامیہ ان کے ساتھ غیر مسلموں والا معاملہ کریں' ان کے ساتھ عدم تعاون کا معاملہ کریں اور ان کی سرگرمیوں پر پابندی عائد کریں۔

۲۹/ اپریل ۱۹۷۳ء کو آزاد کشمیر اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی قرارداد منظور کی۔

مئی ۱۹۷۴ء میں شیخ الحدیث مولانا عبدالحق اور مولانا عبدالحکیم (ممبران اسمبلی جمعیت علمائے اسلام) نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی درخواست اسمبلی میں جمع کرائی جو ۲۴/ مئی کو اسپیکر نے یہ کہہ کر مسترد کر دی کہ یہ قرارداد قواعد و ضوابط پر پوری نہیں اترتی۔ اس وقت قومی اسمبلی میں مولانا مفتی محمودؒ مولانا شاہ احمد نورانیؒ مولانا معین الدین لکھنویؒ نوابزادہ نصر اللہ خانؒ ولی خانؒ مولانا عبدالحقؒ مولانا غلام غوث ہزارویؒ مولانا عبدالمصطفیٰ الازہریؒ پروفیسر غفور اور دیگر بڑے بڑے سیاسی رہنما موجود تھے۔

۲۲/ مئی ۱۹۷۴ء کو نشتر میڈیکل کالج کے طلباء کا ایک گروپ سیاحت کے لئے پشاور بذریعہ چناب ایکسپریس روانہ ہوا۔ چناب نگر (ربوہ) ریلوے اسٹیشن پر قادیانیوں نے ان کو اپنا لٹریچر دینا چاہا تو ان طلباء نے ان کو اس سے روک دیا' جس کی وجہ سے دونوں کے درمیان تصادم ہوتے ہوتے رہ گیا جو قادیانیوں نے فیصلہ کیا کہ ان طلبا کو مزہ چکھایا جائے۔ ۲۹/ مئی ۱۹۷۴ء کو یہ طلباء اسی راستہ سے واپس ہوئے تو قادیانیوں کی مسلح الفرقان فورس کے ایک ہزار افراد مرزا طاہر کی قیادت میں لاٹھیوں' ہاکیوں اور سریوں سے لیس چناب نگر (ربوہ) کے پلیٹ فارم پر موجود تھے۔ ریل رکتے ہی وہ ان بوگیوں پر جن میں طلبا سوار تھے ٹوٹ پڑے۔ اور ایک

ایک طالبعلم کو اتنا مارا کہ وہ سارے ادھ موئے ہوگئے۔ پولیس بچانے کے بجائے ان کو مزید اکساتی رہی' ریلوے کے عملہ نے ان قادیانیوں کے ساتھ اتنا تعاون کیا کہ دو منٹ کے بجائے آدھ گھنٹے تک گاڑی کو اسٹیشن پر روکے رکھا' جیسے ہی اس اندوہناک سانحہ کی اطلاع فیصل آباد پہنچی تو مولانا تاج محمود' حکیم اشرف' صاحبزادہ افتخار الحسن' مولانا اللہ وسایا' مولانا صمدانی' مفتی زین العابدین' اور دیگر قائدین شہر موقع پر پہنچ گئے اور فوری طور پر ان طلباء کو طبی امداد فراہم کی گئی' اس موقع پر مولانا تاج محمود نے ہڑتال کا اعلان کیا دوسرے دن پورے شہر میں ہڑتال ہوگئی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ بیماری کی وجہ سے سوات میں تھے' فوری طور پر ان کو مطلع کیا گیا' انہوں نے آتے ہی مولانا مفتی محمود کی مشاورت سے مجلس عمل کی تشکیل کا اعلان کیا اور تمام سیاسی اور مذہبی جماعتوں پر مشتمل مجلس عمل تحفظ ختم نبوت قائم ہوئی۔ مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ اس کے صدر اور رفیق باجوہ جنرل سیکرٹری منتخب ہوئے۔

اس وقت ذوالفقار علی بھٹو مرحوم وزیر اعظم اور عبدالحفیظ پیرزادہ وزیر تعلیم تھے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب حنیف رامے نے بدترین قادیانیت نوازی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس تحریک کو کچلنے کی کوشش کی مگر پوری قوم سیسہ پلائی ہوئی دیوار بنی ہوئی تھی' پورے ملک میں ہڑتالوں اور مظاہروں کا سلسلہ شروع ہوگیا۔

۱۴/ جون کو ملک بھر میں پہیہ جام ہڑتال ہوئی' ۹/ جون کو مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا اجلاس ہوا' جس میں ۱۸ مذہبی و سیاسی جماعتیں شریک ہوئیں۔ مجلس عمل کے اجلاس میں فیصلہ ہوا کہ قومی اسمبلی میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی قرارداد پیش کی جائے۔ حزب اختلاف سے تعلق رکھنے والے ۳۶ ارکان کی جانب سے قائد حزب اختلاف مفتی محمود کی ہدایت پر مولانا شاہ احمد نورانی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی قرارداد ۳۰/ جون ۱۹۷۴ء کو اسمبلی میں پیش کی' پہلے بھٹو حکومت نے اس کو ٹالنے کی کوشش کی' مگر حزب اختلاف کے دباؤ اور عوامی ردعمل کے خوف سے اس کو منظور کرنے کا عندیہ دیا اور بحث کے لئے منظور کر کے قومی اسمبلی کو خصوصی کمیٹی کا درجہ دیا اور مسلسل اجلاس کا فیصلہ کیا۔

حزب اختلاف کی طرف سے مفتی محمود' مولانا ظفر احمد انصاری' مولانا شاہ احمد نورانی اور دیگر ارکان نے اٹارنی جنرل یحییٰ بختیار کی وساطت سے مرزا ناصر احمد اور صدر الدین پر جرح کی۔ مرزا ناصر نے قومی اسمبلی میں واضح طور پر اعلان کیا کہ جو لوگ مرزا غلام احمد قادیانی کو نہیں مانتے وہ مسلمان نہیں۔ جس سے سب پر واضح ہوگیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے جھوٹا دعویٰ نبوت کیا اور اس کے نزدیک ایک ارب مسلمان جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی تسلیم کرتے ہوئے مرزا غلام احمد قادیانی کو نہیں مانتے وہ مسلمان نہیں بلکہ کنجریوں کی اولاد اور جنگل کے سور ہیں۔

اس صورتحال کی وجہ سے تمام ممبران اسمبلی جو پیپلز پارٹی سے تعلق رکھتے تھے انہوں نے فیصلہ کیا کہ اس قرارداد کے حق میں ووٹ دیں گے۔ بالآخر وزیر اعظم بھٹو نے اعلان کیا کہ ۷/ ستمبر کو اس قرارداد کا فیصلہ کر دیا جائے گا۔ آخر کار ۷/ ستمبر ۱۹۷۴ء کو قومی اسمبلی میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا ترمیمی بل وفاقی وزیر عبدالحفیظ پیرزادہ نے پیش کیا' جس کو متفقہ طور پر منظور کرلیا گیا اور مسلمانوں کی ۹۰ سالہ جدوجہد کا ثمرہ ظاہر ہوا اور قادیانی غیر مسلم اقلیت قرار پائے۔

آج اس عظیم دن کے موقع پر ہم قائدین ختم نبوت خصوصاً امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ' مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ' مولانا محمد علی جالندھریؒ' مولانا محمد حیاتؒ' مولانا لال حسین اخترؒ' مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ' مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ' شہید ناموس رسالت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ' مولانا محمد شریف جالندھریؒ اور شہدائے ختم نبوت کی روح پر فتوح کو خراج عقیدت پیش کرتے ہیں کہ ان کی مساعی جمیلہ کی بدولت آج کے دن قادیانی پاکستان میں غیر مسلم اقلیت قرار پائے۔ یہ دن ہمیں یاد دلاتا ہے کہ ہم ان اکابر اور شہداء کی اقتداء میں ناموس رسالت اور عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے ہر لحظہ اور ہر لمحہ تیار اور سر بکف رہیں۔

☆☆.........☆☆

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
دکان نمبر N-91 صرافہ بازار' میٹھادر کراچی
فون: 2545573

انگریز کا خود کاشتہ پودا مرزا غلام احمد قادیانی جھوٹی نبوت کا لباس پہن کر جب سامنے آیا اور خاتم

نبویہ (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کو حرزِ جان بنا کر سینے میں لفظ بلفظ محفوظ کرنے کی کوشش شروع کردی، روزانہ جتنی احادیث ازبر ہوجاتیں، شام کو قطب

کا ماحول تھا۔ برصغیر میں دارالعلوم دیوبند کا نشان اور اس کی عظیم روایات کا حامل ووارث اور تحریک شیخ الہند (تحریک ریشمی رومال) کا جنوبی پنجاب میں مرکز

مولانا سعید الرحمٰن درخواستی، کراچی

فتنہ قادیانیت کے تعاقب میں

حضرت درخواستیؒ کی خدمات

النبیین حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو اپنے دامِ تزویر میں پھانسنے کی کوشش کا آغاز کیا، ملت بیضاء، دین حنیف اور شریعت کے محمدیہ (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کے مسلمہ اصول وکلیات کی عمارت کو دجل وتلبیس کے زہر آلود نشتر چبھوکر دراڑیں ڈالنے کی ناپاک سعی کی ابتدا کی تو علماء حقہ کمر کس کر مرزا کے مقابلہ میں نکل آئے، ہر طرح سے اس کا ناطقہ بند کرنے کا عزم لے کر اس کے خلاف سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن گئے، قصرِ ختم نبوت پر ڈاکا ڈالنے والے اس عالمی ڈاکو کو ناکوں چنے چبوادیے اور اس کی جھوٹی نبوت کے پرخچے اڑادیے، مولانا ثناء اللہ امرتسری، پیر مہر علی شاہ گولڑوی، مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری، مولانا ابو القاسم رفیق دلاوری، مولانا احمد علی لاہوری، مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا سید محمد یوسف بنوری قدس اللہ اسرارہم کے کارنامے آج بھی زینت اوراق ہیں۔

احادیث نبویہ سے قلبی لگاؤ:

انہیں علمائے ربانیین کے قافلہ میں سے حافظ الحدیث والقرآن شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی نوراللہ مرقدہ بھی تھے، جن کو خلاق عالم نے زمانہ طالب علمی میں ہی حضور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفی احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت، فریفتگی وشیفتگی اس قدر عطا فرمائی تھی کہ احادیث الاقطاب عارف دین پور حضرت خلیفہ غلام محمد نوراللہ مرقدہ کی خدمت میں جاکر سناتے اور اپنے شیخ روحانی کی ڈھیروں دعاؤں سے بہرہ مند ہوتے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ جب اپنے مخصوص انداز میں یہ شعر پڑھتے:

ومن مذهبي حب النبي وآله
وللناس فيما يعشقون مذاهب

تو ایسا عجیب سماں بندھتا کہ سامعین کے دل میں بھی عشق رسول (ﷺ) کی چنگاریاں بھڑک اٹھتیں، المتنبی القادیانی علیہ ما علیہ کا فتنہ جب عوام الناس میں انگڑائیاں لینے لگا تو حضرت درخواستیؒ بھی علمائے ربانیین کے ساتھ اس فتنے کو زمین بوس کرنے کے لئے شمشیر برہنہ بن کر میدانِ عمل میں کود پڑے۔ راقم الحروف، اب آپ کے سامنے حضرتؒ کی اس فتنہ سیہ کے خلاف کی گئی جدوجہد کا مختصر سا خاکہ پیش کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی قدس اللہ سرہ ان نفوس قدسیہ میں سے تھے، جنہیں رب ذوالجلال نے اپنے دین متین کی آبیاری اور خدمت کے لئے پیدا فرمایا تھا، وہ صاحب کشف بزرگ تھے، شریعت محمدیہ (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کی پابندی ان کی طبیعت ثانیہ تھی۔ اللہ رب العزت نے ابتدا سے ہی ان کو ایسا ماحول میسر فرمایا تھا جو ہمہ گیر دینی جدوجہد ”دین پور شریف“ تھا۔ حضرت درخواستیؒ کو دین پور کی نسبت نے اکابر علماء دیوبند کی فکر، جدوجہد، دینی حمیت کی روایات کا امین اور پاسبان بنادیا۔

معرکہ حق وباطل میں آپ کی آمد کا سبب:

تقسیم پاکستان سے قبل ریاست بہاولپور میں حضرت مولانا الٰہی بخشؒ (جو کہ حضرتؒ کے استاد تھے) کی صاحبزادی عائشہ کا نکاح عبدالرزاق نامی شخص سے ہوا جو کہ بعد میں مرتد ہوکر قادیانی مذہب میں داخل ہوگیا تھا، مولانا الٰہی بخش مرحوم ثقہ عالم اور بزرگ تھے وہ اس نکاح کو عدالتی سطح پر فسخ کرانا چاہتے تھے مگر عدالتی چکروں میں کبھی پڑے نہ تھے۔ حضرت درخواستیؒ اس وقت بستی ”درخواست“ میں تدریسی اور تبلیغی خدمات میں مشغول تھے۔ مولانا الٰہی بخشؒ نے اپنے شاگرد رشید کو اس واقعہ کی اطلاع دی۔ حضرتؒ تمام مصروفیات چھوڑ کر استاد محترم کی خدمت میں پہنچے، استاد محترم نے ساری صورتحال سے آگاہ کیا اور یہ بھی بتایا کہ روز بروز مخالفین کا دباؤ بڑھتا جارہا ہے۔ حضرتؒ نے درپیش مسئلہ کی اہمیت کے پیش نظر استاد محترم کی حمایت میں ہمت باندھ لی اور مولانا الٰہی بخش مرحوم کو ساتھ لے کر قطب الاقطاب حضرت مولانا خلیفہ غلام محمد قدس سرہ کی خدمت میں دین پور شریف حاضر ہوئے اور تنسیخ نکاح کا مقدمہ درج کرانے کی

اجازت چاہی۔ حضرت دین پوریؒ نے اجازت دے دی اور کامیابی کے لئے دعا بھی فرمائی۔ بہاولپور کی تحصیل احمد پور شرقیہ میں مقدمہ درج کرادیا گیا۔ حضرت درخواستیؒ تمام مصروفیات ترک کر کے اس کیس کی پیروی میں لگ گئے۔ مقدمہ درج کرانا، اس کی تاریخیں بھگتنا اور کیس کی نگرانی کرنا، ان تمام امور کو اول سے آخر تک حضرتؒ نے اپنے ذمہ لے لیا، مقدمہ کی نوعیت کچھ ایسی تھی کہ کافی دن بحث و مباحثہ ہوتا رہا، مخالفین نے کیس خارج کرانے کی بے حد کوشش کی مگر حضرت درخواستیؒ نے ایسے ٹھوس اور مضبوط دلائل عدالت میں پیش کئے کہ بالآخر جج صاحب کو یہ کیس مجبوراً بہاولپور کی مرکزی عدالت میں منتقل کرنا پڑا، جہاں حضرت مولانا محمد صادق مرحوم (جو ہمارے علاقے کی بہت بڑی علمی شخصیت تھی جن کا حضرتؒ سے گہرا تعلق تھا) اور شیخ الجامعہ مولانا غلام محمد مرحوم جیسی یکتائے روزگار شخصیات بھی موجود تھیں۔ حضرتؒ نے ان حضرات سے گزارش کی کہ اس کیس کو آپ اپنی سرپرستی میں لے لیں جسے دونوں بزرگوں نے قبول کرلیا۔ حضرتؒ کے ذمہ اس مقدمہ کی تشہیر کرنا اور ہندوستان کی ریاستوں، خانقاہوں اور مدارس سے فتاویٰ حاصل کرنا اور بحث و مباحثہ کے لئے اس وقت کے جید اور مستند کبار علماء کو مقدمہ کی اہمیت سے آگاہ کرنا تھا۔

مقدمہ بہاولپور میں حضرت کا تاریخی کردار:

بہاولپور کے علماء کرام کی خدمات، دارالعلوم دیوبند سے امام المحدثین حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیری، مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع، مولانا مرتضیٰ حسن چاندپوری، مولانا ابوالوفا شاہجہان پوری قدس سرہم جیسی برگزیدہ شخصیات کو بلوانا، عدالت میں ان حضرات کے بیانات کروانا، دین پور شریف سے حضرت دین پوریؒ کی تشریف آوری، کوٹ مٹھن کی خانقاہ کے سجادہ نشین کی خدمات، حضرت مولانا غلام محمد گھوٹوی، مولانا محمد صادق مرحوم کی دلچسپی ان تمام امور میں حضرت درخواستیؒ نے مرکزی کردار ادا کیا۔

آپ کو رب ذوالجلال نے محنت و ایثار کی صفات سے نوازا تھا، حوالہ جات کی تلاش کے لئے آپ کے بے پناہ حافظہ نے تمام مشکلات کو حل کردیا، انہیں خدمات اور صلاحیتوں کے باعث آپ تمام اکابر علماء کی آنکھوں کا تارا بن گئے تھے۔

یہ ۱۹۲۵ء سے ۱۹۳۶ء کے گیارہ سالوں کی بات ہے، آپ کی تمام تر صلاحیتیں اس کیس کے لئے وقف رہیں، اس کیس کی پیروی کے سلسلے میں امام المحدثین حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ جب بہاولپور تشریف لائے، ان کی خدمت حضرتؒ نے اپنے ذمہ

فرماگئے یہ ہادی لا نبی بعدی

7 ستمبر یوم تحفظ ختم نبوت

شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ

کا خصوصی خطاب بعد نماز تراویح، ختم نبوت چوک، قصہ خوانی میں ہوگا۔ ان شاء اللہ

www.khatm-e-nubuwwat.com

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پشاور 0321-9880150

لے لی، اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے حضرت درخواستیؒ نے حضرت کشمیریؒ سے شرف تلمذ بھی حاصل کیا۔ آپ نے بخاری جلد اول (مکمل) سنا کر خصوصی سند کے علاوہ حافظ الحدیث کا خطاب حاصل کیا۔ ان ایام میں حضرت کشمیریؒ بیمار تھے اس کے باوجود عدالت میں جا کر ایسے براہین قاطعہ پیش فرمائے جس سے مختار مدعی علیہ جلال الدین شمس (قادیانیوں کا وکیل) کے پاؤں اکھڑ گئے۔ حضرتؒ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ حضرت شاہ صاحبؒ کے دلائل قاطعہ سننے کے بعد ہمیں فتح کا یقین ہوگیا تھا کہ انشاء اللہ یہ کیس ہم جیت جائیں گے۔ ہندوستان واپسی کے وقت حضرت شاہ صاحبؒ نے ارشاد فرمایا کہ اس کیس کا فیصلہ اگر میری زندگی میں نہ ہوسکے تو میری وفات کے بعد میری قبر پر ضرور سنایا جائے۔ آپ کی اس آرزو کو پورا کرنے کے لئے حضرت مولانا محمد صادق مرحوم نے (تاریخی فیصلہ جس میں قادیانیوں کو مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دے دیا گیا تھا کے بعد) دیوبند میں حضرت شاہ صاحبؒ کے مزار پر جا کر مقدمے کا فیصلہ سنایا، پوری دنیا میں یہ اعزاز ''ریاست بہاولپور'' کی اسی عدالت کو حاصل ہے، جس نے مرزائیوں کے ارتداد کا سب سے پہلے فیصلہ سنایا۔

حرمت نبوی پر سب کچھ قربان:

اس مشہور مقدمہ بہاولپور میں فاضل جج فریقین کے دلائل اور علماء کے بیانات سن کر ایک نتیجے پر پہنچ گئے تھے اور اس فتنہ سیئہ کی حقیقت ان پر آشکارا اور روز روشن کی طرح واضح ہوچکی تھی، مگر فیصلے کا اعلان کرنے میں اس خیال سے متردد اور تذبذب کا شکار تھے مبادا بقول علامہ شورش کاشمیری، انگریز کے ایجنٹ اور خود ساختہ پودے کو غیر مسلم قرار دینے پر انگریزی حکومت ریاست بہاولپور کو نقصان نہ پہنچائے۔ یہ خبر جب والی ریاست بہاولپور نواب صادق صاحب تک پہنچی تو انہوں نے جج صاحب سے بغیر کسی خوف وخطر کے بہانگ دہل یہ فرمایا کہ: ''آپ قادیانیوں کو علی الاعلان غیر مسلم قرار دیں، اگر صادق کی ایک کیا ہزاروں ریاستیں بھی سرکار محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے تحفظ میں قربان ہوجائیں تو یہ میرے لئے سب سے بڑی سعادت کی بات ہوگی اور مجھے کوئی پروا نہیں۔'' پھر کیا وہ تاریخی فیصلہ جب سامنے آیا، جس کے نتیجے میں انگریز کے خود کاشتہ پودے، قادیانیوں کو پوری دنیا میں خائف و خاسر ہونا پڑا اور آخر کار ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کو اسلامی جمہوریہ پاکستان کی پارلیمنٹ کے تاریخ ساز فیصلے کی رو سے قادیانی غیر مسلم اقلیت قرار پائے۔

۱۹۳۶ء سے لے کر ۱۹۵۲ء تک آپؒ مسلسل تحفظ ختم نبوت کے لئے کام کرتے رہے۔ ۱۹۴۷ء میں آپ پر قاتلانہ حملہ بھی ہوا جس کی وجہ تحفظ ختم نبوت کی خدمات بتائی جاتی ہیں۔

۱۹۵۲ء میں آپ حج پر تشریف لے گئے، مدینہ منورہ جا کر روضہ اقدس پر حاضر ہوکر مراقب ہوئے اور مدینے میں رہنے کی اجازت چاہی، رات کو خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''پاکستان میں میری نبوت کو چیلنج اور کتے نوچ رہے ہیں۔ ان سے تحفظ ختم نبوت کے لئے مقابلہ کرو اور میرے نواسے عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو بھی میرا پیغام پہنچادو۔'' اس کے بعد آپ فوراً واپس پاکستان تشریف لائے اور خان گڑھ میں جا کر حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام اور سلام پہنچایا۔

۱۹۵۳ء میں مشہور زمانہ تحریک ختم نبوت کے الاؤ کو جلا بخشنا، ہمہ تن تحریک کی کامیابی کے لئے مصروف عمل رہے۔ آپؒ نے تقریروں کے ذریعے بلا مبالغہ ہزاروں شاگردوں و متعلقین کو گرفتاری پیش کرنے کے لئے کراچی بھیجا، جب تمام سرکردہ رہنما کراچی میں گرفتار ہوگئے تو آپ نے تحریک کو اپنے وجود سے ایسا سہارا دیا جس سے حکومت زچ ہوئی، قید و بند کی صعوبتوں کی پروا کئے بغیر منزل کی طرف اپنے سفر کو جاری رکھا اور آخر وقت تک تحریک کے لئے بہادر جرنیل کی طرح مورچہ زن رہے۔

۱۹۵۴ء میں تحریک ختم نبوت کے بعد جب مجلس تحفظ ختم نبوت کی بنیاد رکھی گئی تو آپ نے اس کی سرپرستی فرمائی، چونکہ اکابرین مجلس امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا محمد علی جالندھری، مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی، مناظر اسلام مولانا لال حسین اختر قدس سرہم کے ساتھ حضرتؒ کا خصوصی تعلق تھا، اس لئے کوئی اہم ختم نبوت کی کانفرنس ایسی نہ ہوتی تھی جس میں آپ کی صدارت وشرکت نہ ہو، کوئی ایسا امر نہیں ہوتا تھا جس میں آپ کا مشورہ شامل نہ ہوتا ہو، ہمیشہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین کی سرپرستی فرمائی، مبلغین کو پند ونصائح سے نوازتے اور ان کے کام کی نگرانی فرماتے۔ اپریل ۱۹۶۵ء میں تعلق روڈ ملتان پر آپ نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر کا سنگ بنیاد رکھا، اس تقریب میں تمام اکابرین تشریف فرما تھے، آپ نے اپنے تمام حلقہ اثر کو اس نیک مقصد اور مشن کے لئے ہمہ وجود متوجہ فرمایا۔

پروانہ ختم نبوت کی سرپرستی:

حاجی محمد مانکؒ نے کروندی ضلع خیر پور میں عبدالحق نامی قادیانی کو اس کی رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں دریدہ دہنی پر جہنم رسید کیا۔ حاجی صاحب پر کیس چلا، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اس کیس کی پیروی کی، ابتدائے کیس سے فیصلہ تک ہر اہم امر میں حضرت درخواستیؒ کا مشورہ شامل

رہا، مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھری مقدمہ کی پیروی کے لئے ہر پیشی پر حضرتؒ کو اپنے ہمراہ لے جاتے تھے، حضرتؒ کی دینی ثقاہت و وجاہت نے اس کیس کو ملک بھر میں مشہور کر دیا، حضرتؒ کے ہر قسم کے تعاون و سرپرستی نے مقدمہ کے ضمن میں درپیش مسائل و مشکلات کو حل کر دیا، تا آنکہ قدرت نے فضل فرمایا اور حاجی صاحبؒ کو سزائے موت نہ ہو سکی، معمولی سزا کاٹ کر جیل سے بخیر و عافیت رہا ہو گئے، ان کی رہائی کے وقت بھی حضرتؒ بنفس نفیس جیل کے دروازے پر استقبال کے لئے تشریف فرما تھے۔

قادیانی فتنہ سے ملک کے گوشہ گوشہ کی حفاظت:

اس طرح ایبٹ آباد کو مرزائیوں نے پروگرام کے تحت اپنا مرکز بنانا چاہا تو ان کی سرکوبی کے لئے حضرت وہاں تشریف لے گئے اور حاجی نادل خان کو فرمایا کہ دشمنان خاتم النبیین ایبٹ آباد کو مرکز بنا کر یہاں کے سادہ لوح عوام کو گمراہی کی دلدل میں پھنسانا چاہتے ہیں، یہ تمہارے عشق رسول کا امتحان ہے کہ ان کے پاؤں یہاں جمنے نہ دو، اس کے جواب میں چند شیدائیوں نے مسلح ہو کر ان سے مقابلہ کیا، جس کی وجہ سے پانچ، چھ مرزائی واصل جہنم ہو گئے، مقدمات بھی چلے مگر حضرتؒ کی دعاؤں اور مخلص ساتھیوں کی کوششوں سے سب کے سب ان مقدمات سے بری ہو گئے۔

اس کے بعد قادیانیوں نے بلوچستان کی طرف رخ کر کے کوئٹہ کو اپنا مرکز بنانا چاہا اور وہاں بڑے منظم انداز میں گمراہ کن لٹریچر تقسیم کرنا شروع کر دیا، حضرتؒ کو اس کا علم ہوا تو ان کی بیخ کنی کے لئے تشریف لے گئے، آپؒ کی تقریروں سے متاثر ہو کر چند جواں ہمت مسلمانوں نے قادیانیوں کے سرغنہ پر قاتلانہ حملہ کر کے اس کی انتڑیاں نکال دیں، جس کی وجہ سے یہ فتنہ کوئٹہ میں ختم ہو گیا، اس کے بعد قادیانیوں کو بلوچستان کا رخ کرنے کی جرأت نہ ہو سکی۔

حضرتؒ نے اپنا ادارہ جامعہ عربیہ مخزن العلوم خانپور کو ختم نبوت کی خدمات کے لئے پیش پیش رکھا، سالانہ جلسے پر جماعت کے تمام رہنماؤں مبلغین کو دعوت دیتے تھے، ہر سال دورہ تفسیر القرآن الکریم کے موقع پر مولانا لال حسین اخترؒ کو بلوا کر رد قادیانیت کے لئے خصوصی لیکچروں کا اہتمام فرماتے۔ الغرض ہر موقع پر ختم نبوت کے کاز پر کام کرنے والے رہنماؤں و کارکنوں کو حضرتؒ کا تعاون و سرپرستی حاصل رہی۔

خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی، مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھری اور مناظر اسلام مولانا لال حسین اختر قدس سرہم (عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تینوں امراء) کی نماز جنازہ حضرتؒ نے پڑھائی۔

پورے ملک میں کراچی سے خیبر تک خود اور اپنی جماعت جمعیت علماء اسلام کے ہر خورد و بزرگ کو عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے وقف کر دیا۔ آپؒ کی ہمہ گیر شخصیت، دینی وجاہت اور جمعیت علماء اسلام کی طاقت کا حکومت کو علم تھا، کوئٹہ اور ایبٹ آباد میں قادیانی مرکز کی تعمیر کے خلاف آپ کے کارکنوں کے جذبات اور آپ کے حکم کی تعمیل کا منظر حکومت دیکھ چکی تھی، آپ نے ۱۹۷۴ء میں تحریک ختم نبوت کو اس آب و تاب سے پورے ملک میں آراستہ کیا کہ بالآخر تحریک کامیاب ہوئی اور قادیانی ملکی سطح پر کافر قرار دیئے گئے۔

دم واپسیں تک دینی خدمات:

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نئے مرکزی دفتر حضوری باغ روڈ ملتان کی تکمیل کے بعد آپ بیماری کی باوجود تشریف لے گئے، دفتر میں موجود رفقاء کو تحریک کی کامیابی پر مبارکباد دی اور مزید کچھ نصیحتوں سے نوازا۔ غرضیکہ جس طرح درس و تدریس وعظ و تبلیغ، سیاست و امامت ہر محاذ پر آپ نے امت کی قیادت فرمائی اور اسی طرح ہر بے دین فتنے کی بیخ کنی کی۔ آپ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے قائد و جرنیل تھے اور اس نظریے پر کام کرنے والوں کے محسن و مربی تھے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت آپ کی روایات کی امین اور آپ کا صدقہ جاریہ ہے۔

آخر کار باذن الٰہی ختم نبوت کا یہ بطل جلیل، تمام عمر خاتمی مرتبت کے تاج ختم نبوت کا تحفظ کرتے ہوئے دین پور شریف کی مدفن اولیاء و صلحاء کی زمین پر ۲۸/اگست ۱۹۹۶ء کو ہمیشہ کے لئے آسودہ خاک ہو گئے:

"خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را"

خادم علماء حق: حاجی الیاس عفی عنہ

علماء کرام کیلئے خصوصی پیشکش

علماء کرام کے اہل خانہ کے لئے ہمارے ہاں سے زیورات کی خریداری پر کسی بھی قسم کی گھڑائی جڑائی نہیں لی جائے گی مزید بصورت واپسی اصل سونے کی قیمت جب چاہیں واپس حاصل کریں

ائمہ مساجد بھی اس پیشکش سے فائدہ اٹھائیں

سنارا جیولرز

صرافہ بازار میٹھادر کراچی نمبر2۔ سیل: 0321-2984249-0323-2371839

رمضان کے فضائل واحکام

﴿مفتی حبیب الرحمٰن لدھیانوی﴾

ماہ رمضان کی فضیلت

''مہینہ رمضان کا جس میں نازل کیا گیا قرآن مجید، جس کا وصف یہ ہے کہ لوگوں کے لئے (ذریعہ) ہدایت ہے اور واضح الدلالت ہے من جملہ ان کتب کے جو (ذریعہ) ہدایت (بھی) ہیں اور (حق و باطل میں) فیصلہ کرنے والی (بھی) ہیں، سو جو شخص اس ماہ میں موجود ہو اس کو ضرور اس (ماہ) میں روزہ رکھنا چاہئے اور جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے ایام کا (اتنا ہی) شمار (کر کے ان میں روزہ) رکھنا (اس پر واجب) ہے۔ اللہ تعالیٰ کو تمہارے ساتھ (احکام میں) آسانی کرنا منظور ہے اور تمہارے ساتھ (احکام وقوانین مقرر کرنے میں) دشواری منظور نہیں اور تاکہ تم لوگ (ایام ادا یا قضا کی) شمار کی تکمیل کرلیا کرو (کہ ثواب میں کمی نہ ہے) لہٰذا تم لوگ اللہ تعالیٰ کی بزرگی (وثنا) بیان کیا کرو اس پر کہ تم کو (ایک ایسا) طریقہ بتلایا (جس سے تم برکات و ثمرات رمضان سے محروم نہ رہوگے) اور (عذر سے خاص رمضان میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت اس لئے دے دی) تاکہ تم لوگ (اس نعمت آسانی پر اللہ کا) شکر ادا کیا کرو۔'' (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

رمضان المبارک کا روزہ اسلام کے ارکان میں سے ایک اہم رکن ہے۔ رمضان کا روزہ ہر مسلمان عاقل، بالغ مرد و عورت پر جس میں روزہ رکھنے کی طاقت ہو، فرض عین ہے، جب تک کوئی عذر نہ ہو روزہ چھوڑنا درست نہیں ہے اور اگر کسی نے نذر مانی ہو روزہ کی تو وہ روزہ واجب ہو جاتا ہے۔ قضا اور کفارے کے روزے بھی فرض ہیں، اس کے علاوہ سب روزے نفل ہیں، اگر رکھ لئے جائیں تو موجب اجر وثواب ہیں اور اگر نہ رکھیں تو کوئی گناہ نہیں ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب رمضان داخل ہوتا ہے تو آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں (اور ایک روایت میں ہے کہ جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں) اور جہنم کے دروازے بند ہو جاتے ہیں اور شیاطین پابند سلاسل کر دیئے جاتے ہیں۔'' (بخاری ومسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جب رمضان المبارک کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیاطین اور سرکش جن قید کر دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں، پس اس کا کوئی دروازہ کھلا نہیں رہتا اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ پس اس کا کوئی دروازہ بند نہیں رہتا اور ایک منادی کرنے والا (فرشتہ) اعلان کرتا ہے کہ: اے خیر کے تلاش کرنے والے! آگے آ اور اے شر کے تلاش کرنے والے! رک جا اور اللہ کی طرف سے بہت سے لوگوں کو دوزخ سے آزاد کر دیا جاتا ہے اور یہ رمضان کی ہر رات میں ہوتا ہے۔ (احمد، ترمذی، مشکوٰۃ)

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''رمضان کی خاطر جنت کو آراستہ کیا جاتا ہے، سال کے سرے سے اگلے سال تک، پس جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو عرش کے نیچے سے ایک ہوا چلتی ہے (جو) جنت کے درختوں کے پتوں سے (نکل کر) جنت کی حوروں پر (سے گزرتی ہے) تو وہ کہتی ہیں: اے ہمارے رب! اپنے بندوں میں سے ہمارے ایسے شوہر بنا جن سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور ہم سے ان کی آنکھیں۔'' (مشکوٰۃ)

یہ رمضان المبارک کی عظمت اور فضیلت ہے جس میں قرآن مجید جیسی مقدس کتاب حق تعالیٰ شانہ نے نازل فرمائی جو بنی نوع انسان کے لئے ہدایت اور رہنمائی کا سرچشمہ ہے۔ رمضان المبارک اور قرآن کریم دونوں کو آپس میں گہری نسبت حاصل ہے اور دونوں نعمتیں حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے امت مسلمہ کے لئے سراپا رحمت ہیں، جس طرح قرآن مجید کا ایک ایک حرف رحمت اور نور ہے اسی طرح رمضان المبارک کا بھی ایک ایک لمحہ پیکر رحمت اور نور ہے۔ جس طرح قرآن مجید کی تلاوت ذریعہ قربت ہے اسی طرح رمضان المبارک کی عبادت بھی ذریعہ قربت ہے، یہی وجہ ہے کہ جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک میں روزہ کی عبادت وریاضت کے ساتھ ساتھ تلاوت قرآن مجید کی کثرت فرمایا کرتے تھے حتیٰ کہ جبرائیل بذات خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں تشریف لا کر قرآن مجید کا دور فرمایا کرتے تھے، حق تعالیٰ شانہ اپنی رحمت وفضل سے

ہمیں اور تمام امت مسلمہ کو رمضان اور قرآن کی حقیقی قدر و منزلت نصیب فرما کر دونوں نعمتوں کی قدر دانی نصیب فرمائے۔ آمین۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے ایمان کے جذبے سے اور طلب ثواب کی نیت سے رمضان کا روزہ رکھا' اس کے گزشتہ گناہوں کی بخشش ہوگئی۔'' (بخاری' مسلم' مشکوٰۃ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (نیک) عمل جو آدمی کرتا ہے تو (اس کے لئے عام قانون یہ ہے کہ) نیکی دس سے لے کر سات سو گنا تک بڑھائی جاتی ہے' اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: مگر روزہ اس (قانون) سے مستثنیٰ ہے کیونکہ: ''الصوم لی وانا اجزی بہ'' ''روزہ میرے لئے ہے اور میں خود ہی اس کا بدلہ دوں گا'' (اور روزے کے میرے لئے ہونے کا سبب یہ ہے کہ) وہ اپنی خواہش اور کھانے (پینے) کو محض میری (رضا) کی خاطر چھوڑتا ہے' روزہ دار کے لئے دو فرحتیں ہیں: ایک فرحت افطار کے وقت ہوتی ہے اور دوسری فرحت اپنے رب سے ملاقات کے وقت ہوگی' اور روزہ دار کے منہ کی بو (جو معدہ کے خالی ہونے کی وجہ سے آتی ہے) اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک (وعنبر) سے زیادہ خوشبودار ہے...... الخ۔'' (بخاری' مسلم' مشکوٰۃ)

روزہ رکھنے کی نیت:

نیت دل کے ارادہ کو کہتے ہیں' الفاظ کے ساتھ نیت کرنا ضروری نہیں ہے' الفاظ کو زبان سے کہے بغیر بھی نیت ہوجاتی ہے۔

رمضان کے روزہ رکھنے کی نیت:

''وبصوم غد نویت من شہر رمضان۔''

قضا روزے کی نیت:

''وبصوم غد نویت من قضاء رمضان۔''

ترجمہ: ''صبح کو قضائے رمضان کا روزہ رکھنے کی نیت کرتا/کرتی ہوں۔''

مسئلہ: نفل روزہ کی نیت نصف النہار شرعی سے پہلے پہلے کرنا صحیح ہے' مگر قضا روزے اور نذر کے روزے کی نیت صبح صادق سے پہلے کر لینا شرط ہے۔

افطار کی دعا:

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب روزہ افطار کرتے تو فرماتے:

''ذھب الظمأ وابتلت العروق وثبت الأجر ان شاء اللہ۔''

ترجمہ: ''پیاس جاتی رہی انتڑیاں تر ہوگئیں اور اجر انشاء اللہ ثابت ہوگیا۔''

حضرت معاذ بن زہرہ فرماتے ہیں کہ: جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم روزہ افطار کرتے تھے تو یہ دعا پڑھتے:

''اللھم لک صمت وعلی رزقک افطرت۔'' (مشکوٰۃ)

ترجمہ: ''اے اللہ! میں نے تیرے لئے روزہ رکھا اور تیرے رزق سے افطار کیا۔''

تراویح:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے ایمان کے جذبے سے اور ثواب کی نیت سے رمضان کا روزہ رکھا' اس کے پہلے گناہ بخش دیئے گئے اور جس نے رمضان (کی راتوں) میں قیام کیا' ایمان کے جذبے اور ثواب کی نیت سے اس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے گئے اور جس نے لیلۃ القدر میں قیام کیا ایمان کے جذبے اور ثواب کی نیت سے اس کے پہلے گناہ بخش دیئے گئے۔'' (بخاری' مسلم' مشکوٰۃ)

دوسری حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رمضان المبارک کے روزہ کو فرض کیا اور اس کے قیام یعنی تراویح کو سنت کیا' اس سے معلوم ہوا کہ تراویح کا حکم بھی خود حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے ہے' پھر جن روایات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنی طرف منسوب فرمایا کہ: ''میں نے سنت کیا'' ان سے مراد تاکید ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کی بہت تاکید

ABS
ESTD 1880
سو سال سے زائد بہترین خدمت
ABDULLAH
BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph:2546455, Cell:0301-2352363

فرماتے تھے۔

"جعل الله صيامه فريضة وقيام ليله تطوعاً" (مشکوٰۃ ص:۱۷۳)

مسئلہ: رمضان المبارک کے پورے مہینہ کی تراویح پڑھنا مستقل ایک سنت ہے اور پورے کلام اللہ شریف کا تراویح میں پڑھنا یا سننا مستقل سنت ہے اگر کوئی شخص پانچ روزہ چھ روزہ یا دس روزہ تراویح میں پورا قرآن مجید سن لیتا ہے تو اس نے ایک سنت کو پورا کیا اگر اس کے بعد تراویح کو بلا عذر ترک کرے گا تو گناہگار ہوگا اس لئے کہ اس نے تراویح کی سنت کو ترک کیا۔

مسئلہ: تراویح کا وقت عشاء سے لے کر صبح صادق تک ہے اگر کوئی شخص صبح صادق تک تراویح نہیں پڑھ سکا اس کی تراویح قضا ہوگئی اب اس کی قضا نہیں پڑھ سکتا کیونکہ تراویح کی قضا نہیں۔

مسئلہ: تراویح کے بعد وتر کا پڑھنا افضل ہے لیکن اگر کوئی شخص وتر پہلے پڑھ چکا ہو تو بھی درست ہے۔

جن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا:

۱:...... بھول کر کھا پی لینے یا جماع کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا خواہ روزہ فرض، واجب یا نفل ہو۔ (فتح القدیر ۲/۲۵۴، ردالمحتار ۲/۴۹)

۲:...... خوشبو خواہ کتنی ہی تیز ہو سونگھنے سے روزہ نہیں جاتا اسی طرح گرد و غبار، مکھی یا کسی قسم کا دھواں بے اختیار حلق میں اتر جائے تب بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (ردالمحتار ۲/۳۹۵)

۳:...... سرمہ اور تیل وغیرہ لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا اسی طرح آنکھ میں دوائی ڈالنے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (ردالمحتار ۲/۳۹۵)

۴:...... مسواک کرنے سے خواہ تر ہو یا خشک ہو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (ردالمحتار ۲/۴۱۹)

۵:...... کلی کرنا، غسل کرنا، ناک میں پانی چڑھانا، گیلا کپڑا بدن پر لپیٹنا بلا کراہت جائز ہے اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

۶:...... انجکشن لگوانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (امداد الفتاویٰ ۲/۱۴۵)

۷:...... کان میں پانی پڑنے، چنے کے برابر دانتوں کے درمیان کوئی چیز پھنسی رہ گئی اسے نگلنے، دانتوں کا خون نکل کر حلق تک پہنچا اور پیٹ تک نہ پہنچا یا پیٹ تک پہنچا لیکن تھوک خون پر غالب تھا تو بھی روزہ نہیں ٹوٹتا، ناک کی رطوبت، بلغم یا لعاب سے تر ہونٹوں کو چاٹنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

جن چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور قضا لازم آتی ہے:

کان اور ناک میں دوا ڈالنا، جان بوجھ کر منہ بھر کے قے کرنا، کلی کرتے ہوئے حلق میں پانی چلا جائے بشرطیکہ روزہ یاد بھی ہو، عورت کو چھونے وغیرہ سے انزال ہو جانا، کوئی ایسی چیز نگل لینا جو عادتاً کھائی نہیں جاتی ہو جیسے پتھر، کنکر، مٹی، روئی، کاغذ، گھاس، لکڑی، لوہا، کچا گیہوں کا دانہ وغیرہ، قصداً دھواں ناک یا حلق میں پہنچانا، بیڑی سگریٹ، حقہ پینا اس حکم میں ہے، بھول کر کھا پی لیا اور خیال کیا کہ اس سے روزہ ٹوٹ گیا ہوگا پھر جان بوجھ کر پانی پی لیا، غروب آفتاب سے قبل یہ خیال کرکے کہ غروب آفتاب ہوگیا روزہ افطار کرلیا ان تمام صورتوں میں روزہ ٹوٹ جائے گا مگر صرف قضا لازم آئے گی کفارہ لازم نہیں آئے گا۔ (ردالمحتار ۲/۴۰۱)

جن چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور قضا اور کفارہ دونوں لازم آتے ہیں:

روزہ دار نے جان بوجھ کر کوئی دوا یا غذا کھا لی، بیوی سے صحبت کرلی، تل یا تل کے برابر کوئی چیز بغیر چبائے نگل جائے، بھول کر کھاتے یا پیتے ہوئے روزہ یاد آگیا پھر بھی کھانا پینا جاری رکھا، یہ علم تھا کہ احتلام سے روزہ نہیں ٹوٹتا، روزہ دار کو احتلام ہوگیا پھر بھی کھا لیا تو ان تمام صورتوں میں روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور کفارہ اور قضا دونوں لازم ہوں گے۔

روزہ کا کفارہ:

رمضان المبارک میں روزہ رکھ کر بغیر کسی عذر شرعی روزہ توڑنے سے کفارہ لازم آتا ہے، کفارہ یہ ہے کہ ایک غلام کا آزاد کرنا یا بلا ناغہ ساٹھ روزے رکھے اگر روزہ نہ رکھ سکے تو ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلائے۔

جن چیزوں سے روزہ مکروہ ہو جاتا ہے:

بلا ضرورت کوئی چیز چبانا، نمک وغیرہ کا ذائقہ چکھ کر تھوکنا، قصداً منہ میں تھوک بھر کر نگل لینا، تمام دن ناپاک رہنا، ناک یا کلی میں پانی ڈالنے میں مبالغہ کرنا، غیبت کرنا، جھوٹ بولنا، جھگڑا کرنا، فضول باتیں کرنا، گالی گلوچ کرنا، منجن یا ٹوتھ پیسٹ کا استعمال کرنا، یہ تمام چیزیں مکروہ ہیں ان سے روزہ کے ثواب میں کمی آجاتی ہے۔

فدیہ کے مسائل:

اگر کوئی بیمار ہو اور روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو صحت کے بعد روزہ قضا رکھنا فرض ہے البتہ اگر صحت کی کوئی امید نہ ہو یا آخر دم تک روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو بالکل مایوسی ہو تو روزہ کا فدیہ دے دے یعنی ایک روزہ کے عوض نصف صاع (پونے دو سیر) گندم یا اس کی قیمت کسی مسکین کو دے دے۔ (خلاصۃ الفتاویٰ ۱/۲۶۱)

فدیہ رمضان سے قبل دینا جائز نہیں رمضان شروع ہونے کے بعد آئندہ ایام کا فدیہ ایک ساتھ دے سکتے ہیں۔ (ردالمحتار ۲/۴۲۲، احسن الفتاویٰ ۴/۴۳۵)

☆☆......☆☆

کبر و غرور

کی سزا دنیا میں بھی ضرور ملتی ہے

وہ بداعمالیاں جن کی سزا دنیا میں بھی ضرور ملتی ہے:

اگر چہ دنیا ''دارالعمل'' اور عمل کی کشت زار ہے'' دارالجزاء'' نہیں ہے اور پاداش کردار کے لئے معاد اور عالم آخرت کو مخصوص کیا گیا ہے۔ تاہم خدائے واحد کبھی کبھی دنیا میں بھی مجرموں کو ان کی پاداش عمل میں اس طرح کس دیا کرتا ہے کہ خود ان کو اور ان کے معاصرین اور ساتھیوں کو یہ اقرار کرنا پڑتا ہے کہ یہ ان کے جرائم کی سزا ہے' اور ان کی تاریخی زندگی بعد میں آنے والوں کے لئے سامان عبرت و بصیرت بن جاتی ہے۔

خصوصاً غرور اور ظلم ...... یہ دو ایسے سخت جرائم اور ام الخبائث ہیں کہ مغرور اور ظالم کو اپنی بداعمالیوں کا کچھ نہ کچھ خمیازہ و بھگتنا پڑتا ہے۔ فرق صرف اس قدر ہوتا ہے کہ انفرادی کبر و ظلم کی پاداش شخص و فرد کی زندگی سے متعلق ہوتی ہے اور قومی و اجتماعی کبر و ظلم کی پاداش اور سزا قومی اور اجتماعی زندگی سے وابستہ ہوتی ہے۔ اس لئے انفرادی کبر و ظلم کی پاداش و سزا کی مدت میں زیادہ عرصہ نہیں ہوتا' مگر قومی و اجتماعی کبر و ظلم کی پاداش کی مدت کبھی ایسی طویل نظر آتی ہے کہ مظلوم قوم اور جماعت مایوسی کی حد تک پہنچ جاتی ہے اور اس کی نظر سے یہ نکتہ اوجھل ہو جاتا ہے کہ قوموں کے عروج و زوال اور عزت و ذلت اور کامرانی و ناکامی کی عمر افراد و اشخاص کی عمر کی طرح نہیں ہوتی بلکہ طویل ہوتی ہے' تاہم بعض حالات میں عبرت و بصیرت کے پہلو نمایاں کرنے کے لئے اس مدت کو بھی مختصر کر دیا جاتا ہے۔

چنانچہ قرآن کریم میں یہود کے واقعات و حالات اس کی زندگی جاوید شہادت اور قابل صد ہزار عبرت و بصیرت ہیں اور یہ واقعات و حالات آج بھی مغرور اور ظالم لوگوں کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہیں۔

دنیا کی سزا سے آخرت کا عذاب معاف نہیں ہوتا:

مولانا بدیع الزمان ندوی

مغرور اور ظالم لوگوں کو اگر عبرت و بصیرت کے پیش نظر دنیا میں کسی قسم کی سزا دی جاتی ہے یا ان کو عذاب الٰہی میں پکڑا جاتا ہے تو اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ ان پر سے آخرت کا عذاب ٹل جاتا ہے اور معاف ہو جاتا ہے' بلکہ وہ اسی طرح قائم رہتا ہے جو اپنے وقت پر ہو کر رہے گا۔

عنقریب مغرور اور ظالم انجام کو جان لیں گے:

اللہ پاک جس کسی قوم' کسی گروہ اور کسی فرد کو اس کی بدکرداریوں اور اس کے مظالم و مفاسد کی وجہ سے عذاب میں مبتلا کرتا ہے اور اپنے پاداش عمل کے قانون کو ان پر نازل کرنا چاہتا ہے تو سنت اللہ یہ جاری ہے کہ وہ بداعمالیوں کے بعد فوراً ایسا نہیں کرتا' بلکہ ایک عرصہ تک ان کو مہلت دیتا ہے اور مختلف طریقوں سے ان کو ہدایت پر لانے کے تمام مواقع بہم پہنچاتا ہے تاکہ خدا کی حجت ہر طرح تمام ہو جائے' پس اگر اس کے بعد بھی ان کے کبر و غرور اور ظلم و عداوت کا تسلسل اسی طرح قائم رہتا ہے تو اس کی بطش شدید اور سخت گرفت اچانک مجرموں کو اس طرح پکڑ لیتی ہے کہ پھر کیفر کردار پر پہنچے بغیر رستگاری اور نجات ناممکن ہو جاتی ہے۔ ان کے سامنے اللہ پاک کا یہ فرمان مشاہدہ کی صورت میں نمودار ہو جاتا ہے کہ عنقریب ظالم جان لیں گے کہ کس طریقہ انقلاب کے ذریعہ وہ الٹ دیئے جائیں گے۔

حضرت امام ابوحنیفہ فرمایا کرتے تھے کہ ظالم اور متکبر اپنی موت سے قبل ہی اپنے ظلم و کبر کی کچھ نہ کچھ سزا ضرور پاتا اور ذلت و نامرادی کا منہ دیکھتا ہے' چنانچہ خدا کے سچے پیغمبروں سے الجھنے والی قوموں اور تاریخ کی ظالم اور مغرور ہستیوں کی عبرتناک ہلاکت و بربادی کی داستانیں اس دعوے کی بہترین دلیل ہیں۔

ظالم اور متکبر انجام کار ناکامی کا منہ دیکھتا ہے:

پھر یہ بات بھی توجہ کے لائق ہے کہ ظالم اور متکبر کتنے ہی زبردست اور طاقتور کیوں نہ ہوں' انجام کار ان کو ناکامی و نامرادی کا منہ دیکھنا پڑتا ہے اور آخری انجام میں کامرانی و کامیابی کا سہرا ان ہی کے لئے ہوتا

ہے جوان کے مقابلے میں صبر کرنے والے ہوتے ہیں' کیونکہ صبر کا پھل ہمیشہ میٹھا ہوتا ہے۔ خواہ اس پھل کے حاصل ہونے میں کتنی ہی تلخیاں برداشت کرنی پڑیں' مگر جب بھی وہ پھل ملے گا' میٹھا ہی ہوگا۔

بنی اسرائیل مصر میں کتنے عرصہ تک بے بسی' بے چارگی' مظلومیت اور پریشان حالی میں بسر کرتے رہے اور نرینہ اولاد کے قتل اور لڑکیوں کی باندیاں بننے کی ذلت و رسوائی کو برداشت کرتے رہے' مگر آخر وہ وقت آ ہی گیا جب ان کو صبر کا میٹھا پھل حاصل ہوا اور فرعون کی تباہی اور بنی اسرائیل کی باعزت رستگاری اور نجات نے ان کے لئے ہر قسم کی کامرانیوں کی راہیں کھول دیں۔

دنیا نے یقین بھی کرلیا:

واقعہ یہ ہے کہ اس دنیا میں کتنے ہی جبابرہ و نمارود اور فراعنہ آئے اور اپنے اپنے وقت میں کبر و غرور اور ظلم و ستم کے ایسے ایسے کرشمے دکھائے جس نے دنیا کو حیرت میں ڈال دیا' اور دنیا نے یقین بھی کرلیا کہ ان کے کبر و غرور اور ظلم و ستم کو چیلنج نہیں کیا جاسکتا' وقت کا دیوتا ان پر مہربان ہے' لیکن جب حقیقی طاقت رکھنے والے فرمانروا نے ان کی قسمت کا فیصلہ کیا تو وہ اس طرح تباہ و برباد ہوگئے کہ دنیا میں ان کے نام لیوا تک نہ رہے اور ان کا شاہانہ اقتدار' حاکمانہ انداز اور متکبرانہ چال سب صفحۂ ہستی سے ناپید ہوگئے۔

ایک عظیم انقلاب:

چھٹی صدی عیسوی میں صحرائے عرب سے ایک قوم اٹھی' جس نے بہت تھوڑے سے وقت میں قیصر و کسریٰ کے پرخچے اڑادیئے رومن امپائر کا خاتمہ کردیا' ایرانی تہذیب و تمدن کو بدل ڈالا' ایک عظیم خطہ کے کلچر و ثقافت کو اسلامی کلچر و ثقافت میں تبدیل کردیا' دنیا نے اس ثقافت اور اس عظیم انقلاب میں امن و آشتی' انسانی اقدار و قیم و حکمرانی و جہانبانی کے اوصاف دیکھے' یہ نتیجہ تھا کبر و غرور اور ظلم و ستم کے خلاف صبر و استقلال کا...... یہ ایک حقیقت ہے کہ دنیا میں جن قوموں نے بھی ترقی کی ہے' وہ شروع میں بہت کمزور' بہت مظلوم اور بہت گمنام تھیں' دیکھنے والوں کو گمان ہوتا تھا کہ ان کا ستارہ قسمت کبھی نہ چمکے گا' ان کا آفتاب اقبال کبھی طلوع نہ ہوگا' مگر کبر و غرور اور ظلم و ستم کے خلاف صبر و استقلال اور تدبیر و حکمت نے یہ اندازے غلط ٹھہرادیئے' وہ کمزور و ناتواں و بے سہارا قومیں اور افراد ترقی کے بام عروج پر پہنچ گئے' کامرانی و کامیابی کی ان بلندیوں تک پہنچ گئے' جس کے وہ آرزومند تھے' آج بھی ہم مغرور اور ظالم کے خلاف اس نسخہ کیمیا کو استعمال کرکے ترقی کے بام عروج پر پہنچ سکتے ہیں' اور دنیا میں ایک عظیم انقلاب برپا کرسکتے ہیں۔

☆☆..............☆☆

®
TRUSTABLE
MARK
®
Hameed
BROS
JEWELLERS
3, Mohan Tarrace Sharhah-e-iraq Saddar Karachi. Code: 74400
Phone : 5675454, 5215551 Fax : (092-21) -5671503

یومِ آزادی یا غلامی کا تسلسل؟

جناب ابو فراز

۱۴/اگست ۱۹۴۷ء کے دن برطانیہ کو بحالت مجبوری برصغیر کے مسلمانوں کو پاکستان کی شکل میں جو ایک علیحدہ ملک دینا پڑا، اس کی بنیادی وجہ تو سب جانتے ہیں کہ: "پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الہ الا اللہ" بنی تھی، جس نے برصغیر کے مسلمانوں کو اس ایک نکتہ پر متفق کر دیا تھا، لیکن انگریز جب سے برصغیر میں داخل ہوا، جانتا تھا کہ بت پرست ہندومت چونکہ ہندوستان تک محدود ہے اور اس میں انسانیت کے فروغ و تحفظ کا نہ تو کوئی عنصر موجود ہے نہ ہی کسی ذی ہوش انسان کو متاثر کرنے کی صلاحیت، یہ تو خود ذات پات، چھوت چھات کی چکی میں پسے ہوئے ہیں، پھر وہ یہ بھی اچھی طرح جانتے تھے کہ اسلام میں انسانیت کی بقا کا نہ صرف واضح تصور موجود ہے بلکہ یہ دولت کمانے اور اسے خرچ کرنے کے ڈھنگ بھی سکھاتا ہے، یہ نہ صرف انسان کی دنیاوی زندگی کے سارے اصول و ضوابط پر محیط ہے بلکہ موت کے بعد آنے والی زندگی کے بارے میں بھی واضح پیغام دیتا ہے، جس سے انسان کی پوری طرح تسلی و تشفی ہو جاتی ہے، ہر وہ شخص جو تعصب کا پردہ ہٹا کر اس کا مطالعہ کرے یا کسی صحیح اسلامی اسکالر سے بات کرے تو اسے یقین ہو جاتا ہے کہ یہ دین حق ہے جسے قبول کر کے انسانیت تباہی کے غار میں گرنے سے بچ سکتی ہے، اس لئے یہ مستقبل میں ان کے مقاصد کے حصول میں رکاوٹ ڈال سکتا ہے، اسی لئے وہ شروع ہی سے سب قوموں کو چھوڑ کر صرف اسلام اور مسلمانوں ہی کے خلاف سازشوں کے تانے بانے بننے میں مصروف رہے اور جب مجبوراً انہیں مسلمانوں کو الگ ملک دینا پڑا تو وہ ایسے حالات پیدا کر گئے کہ اسے پنپنے کا موقع ہی نہ مل پائے۔

پاکستان بننے کے چند سال بعد ہی ہمارے اکابر پہچان چکے تھے کہ برطانیہ نے جو پلان ترتیب دیئے ہیں، اگر ان کا مناسب توڑ نہ کیا گیا تو پاکستان، پچاس سال کے اندر ہی ٹکڑے ٹکڑے ہو کر اپنا وجود کھو بیٹھے گا، تعصب کا زہر ہمارے اندر پوری طرح سرائیت کر دیا گیا، اپنے پروردہ وڈیروں، جاگیرداروں اور قادیانیوں کو ملک پر مسلط کر دیا گیا تاکہ تاج برطانیہ کے مخلص اس ملک کو ان کی مرضی کے مطابق چلائیں، عوام کو ٹی وی، فلم اور گانوں کے نشے کا عادی بنا دیا گیا اور "لا الہ الا اللہ" ہمارے ذہنوں سے مٹا دیا گیا۔

پھر ۱۹۷۱ء میں پاکستان کی مقتدر شخصیات کو سازشوں میں پھنسا کے پاکستان کے ایک بڑے حصہ کو اس سے جدا کر دیا گیا، مگر ان کا مشن ابھی ادھورا تھا جو سود خور قوم کی ملی بھگت سے ۱۹۹۰ء میں ہماری ایٹمی صلاحیت کی تباہی کی صورت میں پورا ہو جاتا تھا مگر پاکستان کی دلیر افواج عظیم ایٹمی سائنس دانوں اور ملک کے حکمرانوں کے حوصلے نے اسے بچا لیا، اب ان طاغوتی طاقتوں نے مل کر پھر ہمارے حکمرانوں کو اپنے شکنجہ میں کس کے بے بس کر رکھا ہے۔

بلوچستان کے ساتھ سرحد بلکہ سندھ کے بھی کچھ علاقوں پر نظریں جمائے ایران سے نوراکشتی میں مصروف ہیں تاکہ ان کے اصل مقاصد پر پردہ پڑا رہے اور ہماری ساری توجہ دوسری طرف مبذول رہے، آئی ایس آئی جیسا محکمہ جو دفاعی لحاظ سے ہماری ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے اسے متنازعہ بنانے کی سازشیں عروج پر ہیں، یقیناً یہ بات ہمارے مقتدر حلقوں کے ذہنوں میں ہوگی کہ ترکی کے کمال اتاترک نے جو غلطی کی تھی، اس کا خمیازہ مسلمان آج تک بھگت رہے ہیں اور ترکی کی جو حیثیت یورپ میں ہے، انہیں اس کا بھی ادراک ہوگا، ہمارے سامنے اس وقت جو سب سے بڑا مسئلہ ہے وہ قوم کو متحد رکھنا ہے، اگر خدانخواستہ پھر ۱۹۷۱ء والے حالات پیدا کر دیئے گئے تو ہماری افواج ہندوستان، کشمیر، افغانستان کے بارڈر سنبھالیں گی یا بلوچستان اور سندھ کے علاقوں کو بچائیں گی؟ انگریزوں کی مسلمانوں اور پاکستان کے خلاف کی گئی سازشوں پر نظر ڈالنے سے پہلے آیئے برطانیہ اور یورپ کی تاریخ کا جائزہ لیتے ہیں۔

بنی اسرائیل کی سازشوں اور اپنے ہی علماء کی غفلت کا شکار ہو کر عیسائی تو پانچویں صدی عیسوی ہی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل کی اصل تعلیمات بھلا بیٹھی تھی، اور انجیل ان کے جسمانی لباس کی طرح بن چکی تھی کہ اپنی مرضی کے مطابق جب چاہا بدل دیا، امریکا تو اس وقت دریافت ہی نہیں ہوا تھا، یورپ میں کلیسا اور حکومت کے درمیان اقتدار کی جنگ جو گیارھویں صدی میں شروع ہو کر سولہویں صدی میں اپنے عروج پر پہنچ چکی تھی، جس میں کبھی حکومت کو فتح ہوتی کبھی کلیسا کو، خود پوپ اللہ تعالیٰ کے اصل احکامات کو بھول کر اخلاقی پستیوں میں گر چکے تھے اور

اپنی عیاشیوں میں حکمرانوں اور امراء سے چند قدم آگے ہی نظر آتے تھے، ایک طرف وہ عوام کو رہبانیت کی تعلیم دیتے تھے دوسری طرف کلیسا میں حیوانیت اپنے عروج پر تھی، دولت کی ہوس اور مال کا عشق ان میں اہل یہود کے ذریعہ منتقل ہو چکا تھا، مغفرت کے پروانے اور جنت کے ٹکٹ بے تکلف بکتے تھے۔

کہا جاتا ہے کہ ایک زمانے میں فرانس کی پوری آمدنی ان پاپاؤں کی عیاشیوں کے لئے پوری نہ ہوتی تھی، عوام حکومتی عہدیداروں اور ان کے درمیان ہچکولے کھارہی تھی، انہی وجوہات کی وجہ سے سترھویں صدی میں یورپ میں روشن خیال ترقی پسند طبقہ جنم لینے لگا، کلیسا نے عوام کی اس بیداری کو اپنے لئے خطرہ سمجھا اور اسے بے رحمانہ طریقہ سے دبانا شروع کیا، چنانچہ کلیسا کی طرف سے تقریباً تین لاکھ ترقی پسندوں کو ہلاک کیا گیا، جن میں بتیس ہزار کو تو زندہ جلادیا گیا، ان میں ہیئت وطبعیات کا مشہور عالم برونو اور محقق طبیع گلیلیو بھی شامل تھے، ان وجوہات کی بناپر روشن خیال طبقہ دین ومذہب سے دور ہوتا گیا اور کلیسا کی بندش سے آزاد ہوگیا، ان کا نظریہ بن گیا تھا کہ مادی ترقی اور عیسائیت ایک ساتھ نہیں چل سکتے، نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ پروفیسر جوڈ نے جو لندن یونیورسٹی میں فلسفہ وعلم النفس کے صدر تھے، اپنا ذاتی تجربہ لکھا کہ:

"میں نے بیس طلباء وطالبات کی جو سب کے سب بیس سے کچھ اوپر عمروں کے تھے، ایک جماعت سے سوال کیا کہ ان میں سے کتنے صحیح معنی میں عیسائی ہیں؟ صرف تین نے اس کا جواب اثبات میں دیا اور عیسائی ہونے کا اقرار کیا، سات نے کہا کہ انہوں نے اس مسئلہ پر کبھی غور نہیں کیا، باقی دس نے صاف صاف کہا کہ وہ کھلے طور پر مسیحیت کے خلاف ہیں۔"

اس طرح مسلمانوں کی منصبی کوتاہیوں اور یہود کی چیرہ دستیوں سے یورپی ممالک قوم پرستی کی طرف مائل ہوگئے، قوم پرست حکومتوں کا معیار عزت و عظمت یہ ہے کہ زمین کے بڑے بڑے رقبہ پر ان کا تسلط واقتدار ہو، ملک کی حدود وسیع اور ذرائع آمدنی وافر ہوں، اپنی مرضی دوسروں پر مسلط کرنے اور ہمسایہ قوموں یا حریف سلطنتوں کو خوفزدہ کرنے کا ان کے پاس پورا سامان ہو، انسانیت کی بھلائی، موت، آخرت وعاقبت کے خوف کا ان کے پاس کوئی تصور نہیں ہوتا، ان کے نزدیک ایک کمزور انسان زندہ رہنے کا مستحق ہی نہیں، ان کے نزدیک ہر قسم کی برتری قوت ہی میں پائی جاتی ہے اور قوت کا مرکز مال ہے، وہ علم کے ضرور قدردان ہیں لیکن مال ہی کی خاطر، وہ عزت کے بھی شائق ہیں لیکن مال ہی کی غرض سے زندگی سمجھتے ہیں بے حیائی کو، عزت سمجھتے ہیں زینت ولباس اور لوگوں پر غالب آجانے کو۔

نتیجہ یہ نکلا کہ پچھلی پوری صدی میں دنیاوی حرص وہوس کی خاطر یورپی ممالک اہل یہود کی سازشوں کے جال میں پھنس کر ایک طرف آپس میں ہی دست وگریبان رہے، دوسری طرف دنیا کے بڑے بڑے خطوں اور وہاں کے وسائل پر قبضہ کرنے کی جنون میں بھی مبتلا ہوگئے اور اسی لالچ کے زیر اثر دنیا نے دو عظیم جنگیں اور ایٹم بم کی تباہ کاریاں دیکھیں جن میں کروڑوں بے گناہ انسان ہلاک ہوئے اور یہ سلسلہ آج تک جاری ہے، برطانیہ چونکہ جوڑ توڑ اور سازشوں میں یہودیوں کے شانہ بشانہ تھا، اس لئے اس نے امریکا اور ہندوستان سمیت دنیا کے بہت بڑے علاقہ پر قبضہ کرلیا، مگر اپنے مظالم کی وجہ سے قبضہ برقرار نہ رکھ سکا، آزادی کی لہریں اٹھیں، لاکھوں انسانوں کے خون کی قیمت پر سب قوموں نے آزادی حاصل کرلی، برطانیہ اور جرمنی سمیت پورے یورپ کو چونکہ بنی اسرائیل کی فطری اور نسبی خرابیوں کا علم تھا وہ ان کی شیطانیت مال و دولت کی حرص اور سازشی ذہنوں سے خوب واقف تھے اور پوری صدی ان کے حربوں کا شکار رہ چکے تھے، اس لئے انہوں نے اس دو منہ والے سانپ کو مسلمانوں کے عین قلب میں اسرائیل کی شکل میں بٹھادیا تاکہ یورپ اس گندگی سے پاک ہوجائے جو ہٹلر بھی اپنے زمانے میں پاک نہ کرسکا تھا۔

ہندوستان پر قبضہ سے پہلے ہی برطانیہ سمیت پورا یورپ مسلمان سائنسدانوں کی ریسرچ اور تحقیقات کی بنیاد پر فنی وتکنیکی عمارت تعمیر کرنے میں لگ گئے اور مسلمان جمود کا شکار ہوگئے، ہندوستان پر قبضہ کے دوران برطانیہ کی فطرت اور سوچ کا اندازہ مندرجہ ذیل اقتباسات سے ہوتا ہے جو کلکتہ "جرنل" اور جریدہ "الہلال" میں شائع ہوئے:

۱:...... ۱۷۹۳ء میں تعلیمی کمیٹی کے ایک ڈائریکٹر نے کہا تھا: "ہم نے امریکا محض اپنی حماقت سے اس لئے کھو دیا کہ وہاں اسکول اور کالج قائم کرنے کی اجازت دیدی تھی، اب ہمیں ہندوستان میں اس حماقت کا اعادہ نہیں کرنا چاہئے، ہمیں صرف اس حد تک ہندوستانیوں کو تعلیم وتربیت دینی چاہئے جس حد تک ہم ان سے اپنی تجارت اور حکومت چلانے میں فائدہ اٹھاسکیں۔"

۲:...... لارڈ میکالے نے لکھا:

"ہمیں ہندوستان (پاکستان) میں ایک ایسی جماعت تیار کرنا چاہئے جو رنگ وخون میں ہندوستانی ہوں مگر ذوق، خیال اور ذہنیت انگریزوں کی رکھیں۔"

۳:..... سرڈی ہیملٹن نے کہا:

''اگر کبھی انگریزوں کو ہندوستان اسی طرح چھوڑنا پڑا، جس طرح رومیوں نے انگلستان چھوڑا تھا تو وہ ایک ایسا ملک چھوڑ کر جائیں گے جس میں نہ تعلیم ہوگی نہ حفظان صحت کا سامان اور نہ دولت۔''

برطانیہ کے سیاستدان یہ حقیقت جانتے تھے کہ گو یورپ میں اسلام پوری طرح داخل نہ ہوسکا مگر اسلامی معاشرت تہذیب وتمدن کے مثبت اثرات پورے یورپ پر گہرے پڑے ہیں اور یورپی مفکرین اس حقیقت کا اقرار بھی کرتے ہیں، مثلاً رابرٹ بریفالٹ اپنی کتاب "The Making of Huminity" میں لکھتا ہے:

''یورپ کی ترقی کا کوئی شعبہ اور کوئی گوشہ ایسا نہیں ہے جس میں اسلامی تمدن کا دخل نہ ہو اور اس کی ایسی نمایاں یادگاریں نہ ہوں جنہوں نے انسانی زندگی پر بڑا اثر ڈالا ہے۔''

اپنی اسی کتاب میں آگے لکھتا ہے:

''صرف طبیعی علوم ہی (جن میں مسلمانوں کا احسان مسلم ہے) یورپ میں زندگی پیدا کرنے کے ذمہ دار نہیں ہیں بلکہ اسلامی تمدن نے یورپ کی زندگی پر بہت عظیم الشان اور مختلف النوع اثرات ڈالے ہیں اور اس کی ابتدا اسی وقت سے ہو جاتی ہے جب اسلامی تہذیب وتمدن کی پہلی کرنیں یورپ پر پڑنی شروع ہوئی تھیں۔''

لیکن وہ یہ بھی جانتے تھے کہ اگر اسلام یورپ میں داخل ہوگیا تو پھر ان کا بنیادی مقصد یعنی دنیا پر حکمرانی، دولت کی فراوانی اور عیش ونشاط کی زندگی خطرہ میں پڑ جائے گی، اس لئے اس نے دین اسلام کو ہی صفحۂ ہستی سے مٹاڈالنے کی آرزو میں اسلامی تاریخ کا سب سے خطرناک فتنہ قادیانیت کی شکل میں کھڑا کردیا، فتنہ قادیانیت کی تفصیلات اور ہمارے اکابرین کی اس کے رد میں کاوشیں اور قربانیاں اس وقت کا موضوع نہیں ہے، نہ ہی قادیانیت کے جھوٹا ہونے کے دلائل جمع کرنا مطلوب ہے، کیونکہ اس کے باطل ہونے کا اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہوسکتا ہے کہ بنی اسرائیل نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سمیت برآنے والے برحق نبی کی تکذیب کی اور اس کی امت کے خلاف گھناؤنی سازشوں میں ملوث رہے جبکہ مرزا قادیانی اور اس کی امت کے خلاف کبھی کچھ نہ بولے بلکہ ان کے ساتھ تعلقات بھی استوار رکھے، اس لئے اس طرف سے صرف نظر کرتے ہوئے ان سازشوں پر روشنی ڈالی جاتی ہے جو اس فتنہ نے پاکستان بننے کے فوراً بعد ہی شروع کردیں اور اسے نیست ونابود کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی اور آج (خاکم بدہن) یہود ونصاریٰ سے مل کر اس کے مزید حصے بخرے کرنے میں مصروف ہے، امریکا میں یہودی اور پاکستان میں قادیانی ایک جیسا کام کررہے ہیں، مال وزر اور عورتوں کے ذریعہ حکمرانوں کو قابو کرنا، میڈیا کے ذریعہ ان کے گرد جال بننا، بھولی بھالی عوام کے درمیان نفرتوں اور خوف کے بیج ڈالنا اور مسلمانوں اور اسلام کی غلط تصویر کشی کرنا دونوں کا شیوہ ہے اور اسی پر ان کی بقا کا دارومدار ہے۔

۱۴/اگست ۱۹۴۷ء کو لاکھوں مسلمانوں کی جانی و مالی قربانیوں اور ہزاروں مسلمان عورتوں کی عزت وعصمت کی قیمت پر لا الٰہ الا اللہ کے جھنڈے تلے جب پاکستان حاصل ہوا تو اس کی حالت بالکل سرڈی ہیملٹن کی پیشینگوئی کے عین مطابق تھی کہ یہاں نہ تعلیم تھی نہ حفظان صحت کا سامان اور نہ دولت، لیکن باحوصلہ راسخ الایمان مسلمان، علماء کرام اور دانشور طبقے پلائی ووڈ کے چائے کے ڈبوں پر بیٹھ کر ببول کے کانٹوں کو پیپر پنوں کی جگہ استعمال کرتے ہوئے پاکستان کی بقا اور اس کے استحکام کے لئے روز وشب محنت میں لگ گئے، دوسری طرف انگریزوں کے پروردہ قادیانی اپنے آقاؤں کے اشارہ پر اپنے آبائی وطن قادیان سے نکل کر پنجاب میں داخل ہوگئے تاکہ اس نوزائدہ مسلم حکومت کو مستحکم ہونے سے پہلے ہی اس پر اپنا تسلط قائم کرلیں، قادیانیوں کو یہ غلط فہمی تھی کہ چونکہ انگریزوں کے زیر اثر پاکستان کے ارباب اقتدار پر ان کا تسلط، فوج میں گہرا اثر، ملک کے کلیدی مناصب پر ان کا قبضہ اور پاکستانی وزارت خارجہ پر قادیانی وزیر کا تقرر ہے، اس لئے پاکستان پر مکمل قبضہ کرلینا اب ان کے لئے کچھ زیادہ مشکل نہ ہوگا۔

قائداعظم محمد علی جناح کی وفات کے بعد شہید ملت لیاقت علی خان جو برطانیہ اور قادیانیوں کی ملی بھگت سے شروع ہونے والی ان سازشوں سے واقف ہوچکے تھے، اس لئے انہیں شہید کرکے راستے سے ہٹادیا گیا اور پاکستانی بیوروکریسی اور فوج پر اپنے پنجے گاڑ کر پاکستان کے حق میں مہلک اور نقصان دہ پالیسیاں بنانے اور انہیں رائج کرنے کا سلسلہ شروع کردیا گیا جو آج تک جاری ہے، کچھ آزاد خیال مسلمانوں کو برطانیہ بلا کے ان کی عصری تعلیم کے ساتھ ذہن سازی کا سلسلہ بھی شروع ہوا، ان میں بھی مادہ پرستی کے جراثیم بھرے گئے اور ان کے نزدیک بھی برطانوی حکمرانوں کی طرح صرف دنیاوی زندگی کی عیش وعشرت، مال ودولت کمانے کی حرص وہوس اور مادر پدر آزاد زندگی گزارنے کی خواہشات ہی زندگی کا مقصد بن گئی ایسے لوگوں کو ہمارے سروں پر حکمران بنا کر مسلط کیا جانے لگا، یہ لارڈ میکالے والا طبقہ تھا جو رنگ وخون میں تو پاکستانی تھا مگر ذوق خیال اور ذہنیت

کے لحاظ سے انگریز۔ دوسری طرف قادیانیوں کی سازشوں اور لارڈ میکالے والے طبقہ کی مخصوص ذہنیت کی وجہ سے ہم آج تک یہ ہی نہیں طے کر پائے کہ ہمارا تعلیمی نظام قومی زبان میں ہونا چاہئے یا انگریزی زبان میں؟ خود یورپ نے جہالت سے نکلنے کے بعد اپنے ممالک میں عربی زبان رائج نہیں کی تھی بلکہ مسلمان سرجن، انجینئرز، سائنس دانوں اور محققین کی کتابوں کو جن کے وہ اس زمانے میں محتاج تھے، اپنی زبان میں ترجمے کروا کر اپنے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں داخل نصاب کیا تھا، یہاں ہمارے بچے کئی عشروں تک ”پاکستان میں نمک یہاں پیدا ہوتا ہے، یہ زرعی ملک ہے، یہاں آبپاشی کا نظام ایسا ہے اور ریلوے کا جال ایسا ہے“ پڑھتے رہے، انگریزی زبان سیکھنے کو پہلے ضرورت بتایا گیا پھر فیشن، یعنی انگریزی بولنا اور سمجھنا قابلیت، ترقی اور بڑائی کا معیار ٹھہرا، یعنی ۱۷۹۳ء میں برطانوی تعلیمی کمیٹی کے ڈائریکٹر کے مشورہ کے مطابق ہمیں اسی حد تک تعلیم مل رہی تھی جس حد تک ہم ان کی تجارت اور پاکستان میں بالواسطہ حکومت چلانے میں ان کے مددگار ثابت ہوسکیں، مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان رکاوٹوں کے باوجود ڈاکٹر عبدالقدیر خان جیسے سائنس دان ہمیں عطا کر دیئے، جس سے نہ صرف برطانیہ بلکہ پورا عالم کفر حیران رہ گیا، کم و بیش یہی حالات ہمارے ملک کی پوری بیوروکریسی میں داخل کر دیئے گئے تاکہ ہم عشروں کی ترقی صدیوں میں بھی نہ کر پائیں۔

بالآخر ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو پاکستان کی مذہبی جماعتوں کی انتھک محنت سے قادیانیوں (مرزائی و لاہوری) کو پاکستانی پارلیمنٹ نے غیر مسلم اقلیت قرار دیتے ہوئے اسلام کے اس ناسور کو ہمیشہ کے لئے ملت اسلامیہ کے جسد سے علیحدہ کر دیا اور مرزا طاہر فرار ہوکر اپنے آقاؤں کی گود میں لندن پہنچ گیا اور ہم مطمئن ہوگئے کہ اب یہ انگریزوں کا کاشت کیا ہوا فتنہ اپنی موت آپ مر جائے گا، کیونکہ پوری دنیا کے مسلمانوں میں ختم نبوت کے شاہینوں نے ان کے ایمان اور اعتقادات کی قلعی کھول کر رکھ دی تھی مگر یہ فتنہ ختم نہ ہوا بلکہ وہ طاغوتی طاقتوں سے مل کر ساری دنیا کی عوام کو اسلام اور پاکستانی مدارس کا غلط تصور پیش کرنے میں مشغول ہوگئے۔

راقم نے خود آج سے تقریباً تیس سال پہلے سعودی عرب میں اپنے قیام کے دوران مغربی میڈیا پر پیش کی جانے والی وہ ڈاکومنٹری فلم دیکھی تھی، جس میں پاکستانی مدارس میں بچوں کو لوہے کی زنجیروں سے بندھے قیدیوں کی طرح رہتے دکھایا گیا تھا، اس وقت جبکہ موبائل کیمرے بھی ایجاد نہ ہوئے تھے، اس طرح کی لغو اور بے بنیاد فلم کس نے بنائی؟ اور مشرق وسطیٰ سمیت یورپ و امریکا کے عوام کو کس مقصد سے دکھائی گئی؟ اس کے علاوہ اور بھی بہت سی اسی طرح کی تخیلاتی فلمیں دکھا دکھا کر یورپ اور امریکی عوام کو پاکستان اور اسلام سے متنفر کرنے کی سازشیں اس وقت سے تیز ہونی شروع ہوئیں جب سے پاکستان سمیت ساری دنیا کے مسلمان قادیانیوں کو غیر مسلم گرداننے لگے، یہ مسلمانوں کے لئے دہشت گرد، بنیاد پرست، طالبانائزیشن جیسی اصطلاحات ایک دم ایجاد نہیں ہوئیں بلکہ اس میں پچھلی تقریباً نصف صدی کی دشمنوں کی سازشی محنت شامل ہے اور ہماری کوتاہیاں کہ ہم یورپی اور امریکی عوام کو اسلام کا حقیقی رخ نہ دکھا سکے، اب بھی وقت نہیں گزرا ہمیں قادیانی سازشوں کا سدباب کرنے کی کوششیں کرنا چاہئیں۔

اس ناچیز کی رائے میں دنیا میں جب بھی مسلمانوں پر بُرا وقت آیا وہ ان میں دو بڑی کمزوریوں کی وجہ سے پیدا ہوا، آہستہ آہستہ زوال پذیر اقوام کی صفات ان میں پیدا ہوتی چلی گئیں، جس سے دشمنان اسلام نے پورا فائدہ اٹھایا اور آج بھی اٹھا رہے ہیں، اس لئے آج ہر مسلمان پر لازم ہے کہ ایمان و اعمال کی تمام تر کمزوریوں کے باوجود آپس میں مذاکرات کے ذریعہ اپنی ان بیماریوں کا خود ہی علاج شروع کردیں اور اگر ایسا نہ کیا تو قدرت کی جھاڑو پھرنے کا انتظار کریں جو ایٹم بم اور میزائلوں سے زیادہ تباہ کن ہوتی ہے اور کسی مجرم کو نہیں چھوڑتی چاہے وہ جتنے محفوظ بنکر میں جا چھپے۔

عصبیت: اپنے علماء کرام سے دوری اور اپنی جہالت کے سبب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس واضح اعلان کو بھلا بیٹھے:

”جو عصبیت کا علمبردار ہو وہ ہم میں سے نہیں اور جو عصبیت پر جنگ کرے وہ ہم میں سے نہیں، اور جس کی موت عصبیت پر آئے وہ ہم میں سے نہیں۔“

اتنا واضح اعلان جب ذہنوں سے محو ہوا تو ہم پہلے ترکی، ایرانی، شامی، عراقی، فلسطینی، اردنی، سعودی، یمنی، مصری، پاکستانی وغیرہ بنے پھر بنگالی، پنجابی، پٹھان، سندھی، بلوچی اور مہاجر بن گئے مگر مسلمان نہ رہے، یہود و نصاریٰ جانتے تھے کہ اب یہ سب ہماری طرح انگریز، جرمن، فرانسیسی، امریکی وغیرہ میں بٹ گئے ہیں، اس لئے یہ امت محمدیہ سے خارج ہوچکے ہیں اور اب یہ اللہ تعالیٰ کی غیبی مدد سے بھی محروم ہوجائیں گے اور وہی ہوا، ہم آپس میں اسی طرح الجھ گئے جیسے یورپی اور امریکی سمیت دنیا کی بیشتر قوم پرست اقوام پچھلی پوری صدی سے آپس میں الجھ رہی ہیں، یہ سوچے بغیر کہ شیطانی جال کو شیطانی حربوں سے نہیں کاٹا جاسکتا چاہے ہم جتنا بھی زور کیوں نہ لگالیں، او آئی سی، عرب لیگ، جی سی سی جیسے چاہے جتنے بھی ادارے قائم کرلیں، اللہ تعالیٰ کی نصرت کبھی نہیں اترے گی، ان اداروں کا

کام تو بس یہ ہے کہ ہر موقع پر اجلاس بلایا اور ایک بھیگے ہوئے کارتوس کی طرح کا بیان داغ دیا، دوسری طرف ہماری طرح کے نام نہاد مسلمانوں سمیت سارے مسلمان ظلم و بربریت کا شکار بنتے جارہے ہیں، لاکھوں بے گناہ افراد ہلاک اور لاکھوں معذور ہو چکے ہیں، لاکھوں عورتیں بیوہ اور لاکھوں بچے یتیم ہو چکے ہیں۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فقدان: قوم پرستی اور زر پرستی کا شکار ہو کر ہم اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو بھلا بیٹھے:

> ''(اے امت محمدیہ) تم بہترین امت ہو، تمہیں لوگوں کی نفع رسانی کے لئے نکالا گیا ہے، تم بھلی باتوں کو لوگوں میں پھیلاتے ہو اور بری باتوں سے ان کو روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو''

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

> ''لوگو! اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو مبادا وہ وقت آجائے کہ تم دعا مانگو اور قبول نہ ہو تم سوال کرو اور سوال پورا نہ کیا جائے تم دشمنوں کے خلاف مجھ سے مدد چاہو اور میں تمہاری مدد نہ کروں''۔

اب سوچیں کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں بھی مانگی ہوئی ہماری دعائیں رد کیوں ہو رہی ہیں؟

آیئے ہمیشہ کے برخلاف ہم سب مل کر عہد کریں کہ: ہم نہ پنجابی ہیں نہ پٹھان، نہ سندھی و مہاجر ہیں نہ بلوچی بلکہ صرف مسلمان ہیں، ہر ایک کے حقوق ادا کریں گے۔

☆☆☆

بخشش کا پیام آیا

مبارک ہو مہینہ خیر کا ماہ صیام آیا
زہے تقدیر یہ سارے مہینوں کا امام آیا

جھکاؤ سر، عبادت کا مہینہ آن پہنچا ہے
صفیں باندھو! پے سجدہ کہ یہ ذی احترام آیا

اترتے ہیں زمیں پر صف بہ صف زمرے ملائک کے
مبارک ساعتیں لے کر مہینہ ذوالکرام آیا

ہر اک سُو دور دورہ تھا جہاں میں تیرہ بختی کا
مٹانے ظلمتوں کو عرش سے حق کا کلام آیا

بقدرِ تشنگی پائی ہے مئے ایماں والوں نے
بقدرِ ظرف ان کے واسطے رحمت کا جام آیا

سحر کے وقت اٹھے سنتِ سرور ادا کر لی
کیا افطار روزہ خیر سے جب وقت شام آیا

گئے گیارہ مہینے اب نزول فضل باری ہے
برائے امتِ مرحوم بخشش کا پیام آیا

سنایا تو نے مژدہ نعمتوں کا اہل ایماں کو
جزاک اللہ غازی تا بہ لبِ حسن کلام آیا

مسلم غازی

بزم اطفال

مہنگائی کے اسباب

حافظ محمد حذیفہ

پاکستان میں مہنگائی کا عفریت قابو سے باہر ہوا جارہا ہے، روزمرہ کی ضروری اشیاء غریبوں کی پہنچ سے دور ہوگئی ہیں، سفید پوش لوگوں کو اپنا بھرم رکھنا مشکل ہوگیا ہے۔ آٹا، دال، چاول اور دیگر ضروری اشیاء کی قیمتوں کی گرانی میں مسلسل اضافہ ہورہا ہے، حالانکہ پاکستان ایک زرعی ملک ہے، جس میں گندم، چاول، مکئی اور دالیں وغیرہ کثرت سے اگتی اور پائی جاتی ہیں۔

مہنگائی میں مسلسل کیوں اضافہ ہورہا ہے؟

عوام مہنگائی کے بڑھنے کو حکومت کی غلط پالیسیوں کا نتیجہ قرار دیتے ہیں کہ یہ سب ان کا کیا دھرا ہے، عوام یہ بات نہیں سوچتی کہ شاید اس میں ہمارا بھی کچھ قصور ہو۔

قابل غور بات تو یہ ہے کہ اتنا رقبہ ہونے کے باوجود اس میں ان اشیاء کی قلت کیوں ہے؟ ذرا سوچئے! لیکن ہم لوگ یہ بات سوچ بھی کیسے سکتے ہیں، ہم نے تو ایک ہی بات ذہن میں بسا رکھی ہے کہ حکومت کی غلط پالیسیاں ہیں جن کی وجہ سے آٹا، دال چاول وغیرہ کمیاب اوران کی قیمتوں میں گرانی مسلسل بڑھتی جارہی ہے۔

فرض کیا کہ مہنگائی کے بڑھنے کی وجہ حکومت کی غلط پالیسیاں ہیں، جن کی وجہ سے آٹا، دال، چاول وغیرہ کی قیمتوں میں مسلسل اضافہ ہورہا ہے، مگر اس بات کی تردید ایک آیت کردیتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”اور اگر پہنچا دیوے تجھ کو اللہ کچھ تکلیف تو کوئی نہیں اس کو ہٹانے والا اس کے سوا اور اگر پہنچانا چاہے کچھ بھلائی تو کوئی پھیرنے والا نہیں اس کے فضل کو، پہنچائے اپنے فضل کو جس پر چاہے اپنے بندوں میں اور وہی بخشنے والا مہربان ہے۔“ (الیونس:۱۰۷)

دیکھئے! اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو کم میں بھی برکت دے سکتے تھے، لیکن یہ بات ہم لوگوں کے ذہنوں میں نہیں آتی، کیا ہم لوگوں کے ذہن اتنے کمزور ہیں کہ ہم اتنا بھی نہیں سوچ سکتے کہ پہلے وقتوں میں رزق کی اتنی فراوانی کیوں تھی؟ کیا ہمارا ملک پاکستان اس زمانے میں معاشی طور پر مستحکم تھا؟ اصل بات یہ ہے جو اس آیت میں بیان کی جارہی ہے:

”اور بتلائی اللہ نے ایک مثال ایک بستی تھی، چین امن سے چلی آتی تھی، روزی اس کو ہر جگہ سے فراغت کی، پھر ناشکری کی اللہ کے احسان کی، پھر چکھایا اللہ نے اس کو مزہ کہ ان کے کپڑے تن کے ہوگئے بھوک اور ڈر بدلہ اس کا جو وہ کرتے تھے۔“ (النحل:۱۱۲)

یہ آیت ہمارے پاکستان پر بالکل فٹ آتی ہے، اگر قریہ کی جگہ پاکستان لگا دیا جائے تو کوئی شبہ باقی نہ رہے گا، پہلے وقتوں کے لوگوں میں تقویٰ تھا، دیانت داری تھی اور سب سے بڑھ کر رزق کی قدر بھی تھی، آج دیکھئے نوجوانوں کے ہاتھوں میں قرآن کے بجائے گٹار ہے، راتوں کو نوحہ کرنے والیاں ناچ رہی ہیں، بازاروں میں تجارت سود پر چل رہی ہے، دکانداری جھوٹ کے بغیر ہے ہی نہیں، روشن خیال لوگ اس کو عقلمندی کہتے ہیں، معمولی ریڑھی والا بھی ریڈیو پر گانا سن رہا ہوتا ہے اور تو اور اذان کے بعد پچانوے فیصد لوگ گھروں میں بیٹھے رہتے ہیں اور دکانوں میں مصروف تجارت ہوتے ہیں۔

اللہ جل جلالہ فرماتے ہیں:

”اور اگر بستیوں والے ایمان لاتے اور پرہیزگاری کرتے تو ہم کھول دیتے ان پر نعمتیں زمین اور آسمان سے لیکن جھٹلایا انہوں نے پس پکڑا ہم نے ان کو ان کے اعمال کے بدلے۔“ (الاعراف:۹۶)

ہمارے ساتھ بھی تو اسی قسم کے حالات پیش آرہے ہیں اور ہم لوگ ہیں بھی اسی کے مستحق، مگر ہم کتنے نادان ہیں کہ سارا الزام حکمرانوں پر تھوپ دیا کہ جناب یہ ان کی غلط پالیسیاں ہیں، یہ مانا کہ تھوڑا بہت قصور حکمرانوں کا بھی ہوگا، مگر ہمارا بھی قصور ہے، عام طور پر شادی ہالوں و دیگر تقریبات میں جو کھانا بچ جاتا ہے، اس کو اکثر ضائع کردیا جاتا ہے، ہم لوگ ایسا سلوک رزق کے ساتھ کرکے پھر رزق کی فراوانی بھی

بزم اطفال

چاہتے ہیں، حالانکہ اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں:

”کھاؤ پیو اسراف نہ کرو، کیونکہ اس کو پسند نہیں آتے بے جا خرچ کرنے والے۔“ (الاعراف:۳۱)

اعتدال کے ساتھ کھانے پینے کے بعد جو کھانا بچ رہے اس کو ضائع نہ کرو، لیکن ہم لوگ اس میں بہت کوتاہی کرتے ہیں، یعنی رزق کو ضائع کردیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو ناراض کردیتے ہیں، بھلا بتلایئے اللہ رب العزت اپنے بھیجے ہوئے رزق کی ناقدری برداشت کرسکتے ہیں؟ نہیں بالکل بھی نہیں، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے پاکستان کی زرخیز زمین سے برکت اٹھالی ہے اور ہم لوگ اس بات سے حکومت کی غلط پالیسیوں کا نتیجہ اخذ کرتے ہیں۔

بقول شاعر:

دشمن ری دشمن اپنی دشمن
پرائی دشمی کا پاپ نہ پن
تیری روئی میں چار بنولے
سب سے پہلے ان کو چن

ہمیں اپنے عیبوں پر نظر ڈالنی چاہئے اور دوسروں کے عیبوں کو تلاش کرنے کی جستجو میں نہیں لگنا چاہئے، کیونکہ دوسروں پر تو نکتہ چینی کرنا آسان ہوتا ہے، مگر اپنے گریبان میں جھانکنا قدرے مشکل ہوتا ہے، اسی طرح ہم غرور وتکبر کی بیماری میں بھی مبتلا ہیں، حالانکہ غرور کا حق تو صرف اللہ کو حاصل ہے، کیونکہ وہی ہمارا خالق ہے، وہی مالک ہے، وہی پیدا کرنے والا ہے، وہی اول، وہی آخر ہے۔ غرض سب کچھ وہی ہے۔

اگر ہم گناہوں سے توبہ نہ کریں گے، نافرمانیوں سے باز نہ آئیں گے تو خدا تعالیٰ ہمارے رزق میں کمی واقع کردیں گے، زمین کی زرخیزی ختم ہوجائے گی، فصلوں کو کیڑا لگ جائے گا، آندھیاں آئیں گی اور کھیتوں میں لہلہاتی فصلوں کو اجاڑ دیں گی، الغرض ہر طرف سے رزق میں کمی ہوگی اس لئے تمام مسلمانوں کو چاہئے کہ گناہ کرنا چھوڑ دیں توبہ واستغفار کرکے اللہ تعالیٰ سے رجوع کریں، اگر ہم گناہوں کو چھوڑ کر اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنا شروع کردیں تو انشاء اللہ جلد ہی آپ دیکھیں گے کہ یوٹیلٹی اسٹوروں کے سامنے سے لمبی لمبی قطاریں کم ہوجائیں گی اور زمین پہلے کی طرح زرخیز ہوجائے گی، کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماکر رحمت کے دروازے کھول دیں گے۔

☆......☆......☆

شعور ختم نبوت

مولانا قاضی احسان احمد

سوال: پیر مہر علی شاہ کب حج کے لئے تشریف لے گئے، جہاں آپ کے پیرومرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ نے آپ کو جلد از جلد وطن واپسی کا حکم دیا تاکہ عنقریب ظاہر ہونے والے مرزا قادیانی کے فتنہ کا مقابلہ کرسکیں؟

جواب: 1890ء میں۔

سوال: تحریک ختم نبوت 1953ء میں مسلمانوں کے کئی مطالبات تھے، بتایئے وہ کون کون سے تھے؟

جواب: 1:...... قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

2:...... ظفر اللہ خان قادیانی کو وزیر خارجہ کے عہدے سے ہٹایا جائے۔

3:...... قادیانیوں کو کلیدی عہدوں سے ہٹایا جائے۔

4:...... چناب نگر کی بقیہ اراضی پر مہاجرین کو آباد کیا جائے۔

سوال: آل مسلم پارٹیز نے حکومت سے ظفر اللہ قادیانی کو اس کے عہدے سے معزولی کا مطالبہ کیا، بتایئے حکومت (خواجہ ناظم الدین) نے آل مسلم پارٹیز کو کیا جواب دیا تھا؟

جواب: حکومت نے جواب دیا: اگر ظفر اللہ خان قادیانی کو وزارت خارجہ کے عہدے سے ہٹایا گیا تو امریکا ہمیں گندم نہ دے گا۔

سوال: سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے کب اور کس جلسہ عام میں اپنی ٹوپی اتار کر لوگوں کی طرف بڑھادی کہ یہ لے جاؤ اور خواجہ ناظم الدین وزیر اعظم پاکستان کے قدموں میں رکھ کر اس سے درخواست کرو کہ مسلمانوں کے مطالبات تسلیم کرے؟

جواب: 16/ فروری 1953ء کو موچی دروازہ لاہور میں جلسہ عام سے تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔

سوال: جسٹس منیر نے عدالت میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری کو زچ کرنے کے لئے کہا کہ نبی ہونے کے لئے کیا شرائط ہیں تو شاہ صاحب نے کیا جواب دیا؟

جواب: آپ نے فرمایا: ”کم از کم شریف انسان تو ہو۔“

سوال: تحریک ختم نبوت 1953ء سے مسلمانوں نے صرف ایک مقصد حاصل کیا اور وہ تھا، سر ظفر اللہ خان قادیانی کی وزارت خارجہ سے علیحدگی، بتایئے حکومت نے اسے وزیر خارجہ کے عہدے سے ہٹایا؟

جواب: حکومت نے اسے ہٹایا نہیں، بلکہ اس نے خود ہی اپنے عہدے سے استعفیٰ دے دیا۔

عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت سے تعاون

شفاعت نبی اکرم ﷺ کا ذریعہ

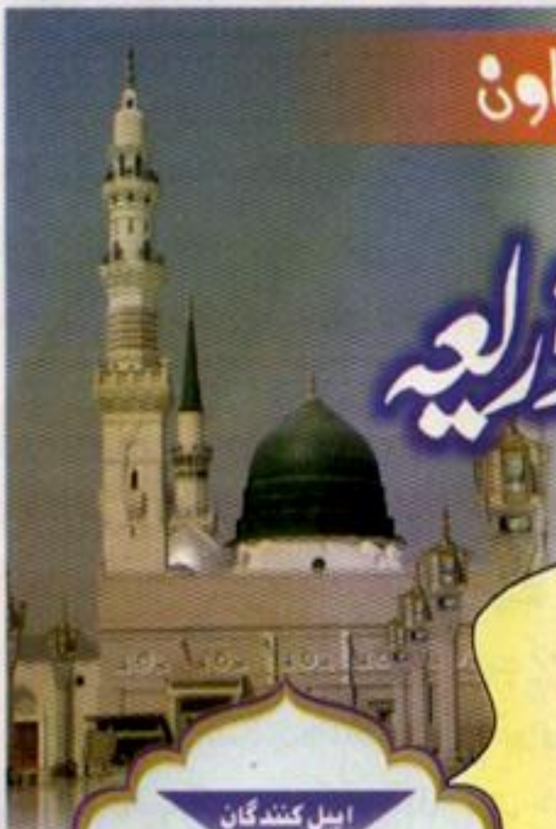

- پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوت اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سدباب
- عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
- سینکڑوں مساجد و مدارس کے ذریعہ مبلغین کی تیاری
- دفاتر ختم نبوت، دار التصنیف اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ ختم نبوت کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

ان تمام صدقاتِ جاریہ میں

شرکت کے لئے زکوٰة، صدقات، فطرہ، عطیات

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت

کو دیجیے

اپیل کنندگان

مولانا خواجہ خان محمد

امیرِ مرکزیہ

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر

نائب امیرِ مرکزیہ

مولانا عزیز الرحمٰن

ناظمِ اعلیٰ

ترسیلِ زر کا پتہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

فون: 4583486-45141522 فیکس: 4542277

اکاؤنٹ نمبر: 3464 یو بی ایل حرم گیٹ برانچ، ملتان

جامع مسجد باب الرحمت، پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

فون: 2780337 فیکس: 2780340

اکاؤنٹ نمبر: 8-363 اور 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ

نوٹ

مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں۔ رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جا سکے۔